اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ رَجَبَ وَشَعْبَانَ وَبَلِّغْنَا رَمَضَانَ.

"اے اللہ! ہمارے لیے رجب اور شعبان کے مہینہ میں برکت عطا فرما، اور ہمیں رمضان تک پہنچا"۔

تُحفۂ شعبان

ماہِ محترم شعبان المعظم اور شبِ برأت کے مختصر احکام و مسائل
قرآن و سنت اور آثارِ سلف و اقوالِ خلف کی روشنی میں

زیرِ سرپرستی

حضرت اقدس الحاج مولانا نعیم احمد صاحب مظاہری

استاذ تفسیر مظاہر علوم (وقف) سہارنپور

تالیف

محمد سلمان الخیر النعیمی قاسمی

معتمد جامعہ عربیہ احسن العلوم، بڈھا کھیڑہ کاتلہ ضلع سہارنپور یوپی انڈیا

دار المطالعہ

نعیمیہ لائبریری، بڈھا کھیڑہ، کاتلہ ضلع سہارنپور، یوپی، الہند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم: اَحْصُوْا هِلَالَ شَعْبَانَ لِرَمَضَانَ.

(رواه الترمذي ، رقم:٦٨٧ ، والحاكم ، رقم:١٥٤٨)

’’شعبان کے چاند (اور اس کی تاریخوں) کو خوب اچھی طرح محفوظ رکھو؛ تاکہ رمضان کا حساب ہو سکے‘‘

تحفۂ شعبان

ماہِ محترم شعبان المعظم اور شبِ برأت کے مختصر احکام ومسائل
قرآن وسنت اور آثارِ سلف واقوالِ خلف کی روشنی میں

تالیف

محمد سلمان الخیر نعیمی قاسمی

معتمد جامعہ عربیہ احسن العلوم، بڈھاکھیڑہ کاتلہ ضلع سہارنپور یوپی انڈیا

شائع کردہ

دار المطالعہ

نعیمیہ لائبریری، بڈھاکھیڑہ، کاتلہ ضلع سہارنپور، یوپی، الہند
8279366417

☆تفصیلات☆

﴾جملہ حقوقِ ملکیت بحق "**دارالمطالعة**" محفوظ ہیں۔﴿

کتاب کا نام: **تحفۂ شعبان**

تالیف: **محمد سلمان الخیر نعیمی سہارنپوری**

خادم: جامعہ عربیہ احسن العلوم، بڈھاکھیڑہ کاتلہ سہارنپور، یوپی، انڈیا

اشاعتِ اول: جمادی الاولیٰ: ۱۴۴۰ھ ☆ جنوری: ۲۰۱۹ء

اشاعتِ دوم: رجب المرجب ۱۴۴۲ھ ☆ فروری ۲۰۲۱ء

ناشر: **دارالمطالعة**: نعیمیہ لائبریری، بڈھاکھیڑہ کاتلہ، ضلع سہارنپور، یو۔پی، انڈیا

باهتمام: جناب الحاج بھائی طارق امین صاحب

جی ۲۸، اسٹار اپارٹمنٹ، شاہین باغ، کالندی کنج روڈ، اوکھلا، نئی دہلی

﴾ضروری درخواست﴿

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے، بشری طاقت اور بساط کے مطابق کتابت، طباعت، تصحیح، حوالہ جات وغیرہ میں بھرپور احتیاط برتی گئی ہے، پھر بھی بہ تقاضائے بشریت اگر کوئی فروگذاشت اور غلطی نظر آئے، تو ازراہِ کرم مطلع فرمادیں، ان شاء اللہ آئندہ اس کی اصلاح کردی جائے گی اور ہم نشاندہی کے لیے بے حد شکرگزار رہوں گے۔ **عرض گزار**: **خدامِ دارُالمطالعة**

﴾طالبینِ دُعا﴿

قاری احمد نعیمی مظاہری ☆ ڈاکٹر محمد ہارون ☆ ڈاکٹر محمد ارشد ☆ ڈاکٹر محمد اکرم ☆ حاجی وقار حسین ☆ حافظ محمد جاوید ☆ محمد نعمان ملک

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

اپیل

اس کتاب سے استفادہ کرنے والے حضرات کی خدمت میں بڑی ہی لجاجت کے ساتھ عرض ہے کہ جب آپ اپنے مرحومین کے لیے ایصالِ ثواب اور دعائے مغفرت کا اہتمام کیا کریں ،تو ہمارے عزیز دوست بھائی نعمان ملک کے والد مرحوم جناب فرمان ملک صاحب کو بھی اپنی دعاؤں میں ضرور یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی بال بال مغفرت فرمائے ،ان کی روح کو پرفتوح اور قبر کو جنت کا باغ بنائے۔ (اپیل کنندہ: محمد سلمان الخیر نعیمی قاسمی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انتساب

☆...... مرکز علم وفن، ازہر ہند، ام المدارس، مادرِ علمی، دارالعلوم دیوبند، مخزن اسرار وحکم مادرِ علمی جامعہ مظاہر علوم سہارنپور، منبع علوم ومعارف مادرِ علمی دارالعلوم شاہ بہلول، سہارنپور کے نام۔ جن کے عالمی وآفاقی معیارِ تعلیم وتربیت، ہمہ جہت خدمات وکردار، زعفران زار فضاؤں اور علمی واصلاحی ماحول میں رہ کر دینی دعوت وتبلیغ اور علمی واصلاحی خدمت واشاعت کا ولولہ اور جذبۂ صادقہ وجود میں آیا۔

☆...... مشفق ومربی محسن ومکرم والدین محترمین کے نام

☆......اور اُن تمام اساتذۂ گرامی قدر کے نام جن کے سامنے احقر نے زانوئے تلمذ تہہ کیا، اور جن کی دینی، علمی، عملی، فکری، اصلاحی اور قلمی ذہن سازی اور پُرخلوص محبت ومحنت کے طفیل کسی درجہ علم دوستی اور کتب بینی کا ذوق وشوق عطا ہوا۔

جزاهم الله عني وعن هذا الدين أحسن الجزاء. آمين

تمنا ہے کہ اس دنیا میں کوئی کام کرجاؤں اگر کچھ ہوسکے تو خدمتِ اسلام کرجاؤں

محمد سلمان الخیر نعیمی سہارنپوری

غَفَرَاللّٰہُ ذُنُوْبَہٗ وَسَتَرَ عُیُوْبَہٗ

طالبِ دعاء

جناب حاجی وقار حسین انصاری

تیسری منزل، گلی نمبر ۱۰ ارشاہین باغ، اوکھلا، نئی دہلی

دعائیہ کلمات

جامع الشریعۃ والطریقۃ حضرت اقدس مولانا **محمد اختر صاحب قاسمی**، مدظلہ العالی

مہتمم جامعہ اسلامیہ ریڑھی تاجپورہ، ضلع سہارنپور، یو۔ پی، الہند

رمضان المبارک سے پہلے مہینہ کا نام شعبان المعظم ہے، اس کے متعلق محبوب رب العلمین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا: **اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ رَجَبَ وَشَعْبَانَ وَبَلِّغْنَا اِلٰی رَمَضَانَ** ۔ اس ماہ کے بڑے فضائل احادیث رسول ﷺ میں منقول ہیں ۔ عزیز گرامی مولوی مفتی محمد سلمان الخیر نعیمی سلمہٗ نے تحفۂ شعبان کے نام سے ایک مفید رسالہ مرتب کیا ہے۔ جس میں شعبان المعظم کے فضائل اور اس مہینہ میں اُمت میں رائج رسومات اور اس ماہ میں معمولات خیر البشر ﷺ کا تذکرہ ہے۔ دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رسالہ کو مفید سے مفید تر بنائے۔ آمین۔ احقر محمد اختر عفاعنہٗ، مہتمم جامعہ اسلامیہ ریڑھی تاجپورہ۔ ۱۹؍ رجب المرجب ۱۴۴۰ھ

کلماتِ بابرکت

جامع العلوم والفنون حضرت اقدس مولانا **قاری محمد عاشق الٰہی مظاہری** قدس سرہٗ

سابق: صدر المدرسین وشیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ ریڑھی تاجپورہ، ضلع سہارنپور

حامداً ومصلیاً ومسلماً! رسالہ ''تحفۂ شعبان'' مرتّبہٗ عزیزی مولوی مفتی محمد سلمان الخیر نعیمی قاسمی سلمہٗ از اول تا آخر بغور پڑھا، ماشاء اللہ پسند آیا، ماہِ شعبان سے متعلق تحقیقی معلومات یکجا کر کے جہاں عمل کرنے والوں کیلئے آسانی اور سہولت کی راہ ہموار فرمادی، وہیں ماہِ ہذا میں ہونے والی رسومات و بدعات کی نشاندہی کر کے بچنے کا ارادہ کرنے والوں کیلئے انذار وتنبیہ کا پیغام بھی سنادیا، اللہ تعالیٰ مؤلف سلمہٗ کی یہ محنت شاقہ قبول فرمائے اور رسالہ ہذا کو پڑھنے والوں کیلئے نفع بخش بنائے، آمین۔ مؤلف موصوف کی اس کے علاوہ اور بھی دیگر قیمتی تالیفات منظر عام پر آچکی ہیں، بحمد اللہ سبھی مفید اور مستند ہیں، شائقین حضرات ان کو بھی حاصل کر کے ضرور پڑھیں۔ دعا گو..... **العبد: محمد عاشق الٰہی**، ۱۶؍ رجب المرجب ۱۴۴۰ھ بروز یکشنبہ

دعائیہ کلمات

نمونۂ سلف، یادگارِ اکابر حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب لاجپوری دامت برکاتہم

خلیفہ ومجاز: مسیح الامت حضرت مولانا مسیح اللہ خانصاحب جلال آبادیؒ، مقیم: باٹلی، انگلینڈ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اُمت مسلمہ کی رشد وہدایت کے سلسلہ کو جاری رکھنے کے لیے عادت اللہ یوں ہی جاری ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے بعد ہر زمانہ میں کچھ ایسے حضرات کو منتخب فرماتے رہتے ہیں جو حضور ﷺ کے سچے جانشین ثابت ہوتے ہیں اور علماً وعملاً دین کی ترجمانی کرنیوالے ہوتے ہیں؛ اس لیے قیامت تک ہر دور میں صالحین کی ایک ایسی جماعت ضرور موجود رہے گی جو اپنے اسلاف کا صحیح نمونہ امت کے سامنے پیش کرتی رہے، پس کوئی زمانہ اہل اللہ سے خالی نہیں ہوسکتا۔

چناں چہ اس زمانہ میں بھی بحمداللہ ایسے علماء موجود ہیں جو دین کی صحیح ترجمانی کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ صاحبِ تحفۂ شعبان حضرت مولانا محمد سلمان الخیر نعیمی سہارنپوری صاحب مدظلہم کا تعارف مُحبّ مکرم حضرت مولانا خلیل احمد صاحب قاضی مدظلہم کے واسطہ سے ہوا، حضرت مولانا خلیل احمد صاحب مدظلہم ہی سے معلوم ہوا کہ حضرت مولانا محمد سلمان صاحب مدظلہم درس وتدریس اور تصنیف وتالیف کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ شانہ سے دعا ہے کہ موصوف کی جملہ دینی خدمات کو قبول فرمائے۔ آمین

احقر کو بھی اپنی دعاؤں میں یاد فرماتے رہیں۔

والسلام: عبدالرؤف لاجپوری، باٹلی، انگلینڈ

۱۰؍رجب المرجب ۱۴۴۲ھ، مطابق ۲۱؍فروری ۲۰۲۱ء

تقریظ

رفیق مکرم مجموعۂ صلاحیت وصالحیت مولانا مفتی محمد جابر بن عمر پالن پوری، مدظلہ

مؤقر اُستاذ: جامعہ قاسمیہ کھروڈ، ضلع بھروچ، گجرات

نحمده و نصلي على رسوله الكريم ، أمابعد!.

ماہِ شعبانُ المعظم اور شب براءت کے فضائل، مسائل واَحکام پر مشتمل ایک بیش قیمت علمی تحفہ ''**تحفۂ شعبان**'' چیدہ چیدہ مقامات سے دیکھا، دیکھ کر مسرت ہوئی اور دل سے دعا نکلی کہ موصوف مولانا سلمان الخیر قاسمی صاحب نے نہ صرف مسائل واحکام کو بیان کرنے پر اکتفاء کیا؛ بلکہ بدعات وخرافات اور شب براءت میں کی جانے والی بہت سی غیر شرعی چیزوں (مثلاً چراغاں کرنا، آتش بازی کرنا وغیرہ) کو ذکر کر کے قرآن وحدیث کی روشنی میں ان کی بیخ کنی کی ہے، اوراس ماہ معظم کے تعلق سے قرآن مجید اور حدیث شریف سے کافی مواد جمع کر دیا ہے، جو قارئین کے لیے انتہائی مفید تر ثابت ہوگا، ان شاء اللہ۔ مولانا کے قلم سے ماشاء اللہ مختلف پہلوؤں سے اور بھی کتابیں منصۂ شہود پر آچکی ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کا فائدہ عام وتام فرمائے اور امت کی رہنمائی کا ذریعہ بنادے اور مؤلف کتاب کو اپنی شایان شان بدلہ عطا فرمائے اور ہر نوع کی ترقیات سے نوازے۔ آمین

محمد جابر بن عمر پالن پوری

خادم تدریس: جامعہ قاسمیہ کھروڈ، ضلع بھروچ، گجرات

۱۲/رجب المرجب ۱۴۴۲ھ، ۲۵/فروری ۲۰۲۱ء بہ روز جمعرات

تمہیدی کلمات

رفیق مکرم ومحترم مولانا مفتی یوسف شبیر احمد صاحب، زید فضلہٗ
اُستاذِ حدیث: جامعۃ العلم والہدی، بلیک برن، یوکے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ،أمابعد: شعبان المکرّم کا مبارک مہینہ اسلامی قمری ہجری کیلنڈر کا آٹھواں مہینہ ہے۔ حضرت نبی اکرم ﷺ اس مہینہ میں بکثرت روزہ رکھتے تھے، جس بناء پر حضرات فقہاء کرام نے بھی اس مہینہ میں روزہ رکھنے کو بغیر کسی مخصوص دن کی تعیین کے مستحب وسنت قرار دیا ہے۔ نیز اس مہینہ میں ۱۵؍شعبان کی رات (شب براءت) کے متعلق احادیث مبارکہ میں فضائل وارد ہوئے ہیں جنہیں تعدد طرق اور تعامل کی بناء پر علماء اور محققین کی ایک بڑی جماعت نے فی الجملہ قبول کیا ہے۔

البتہ ۱۵؍شعبان کے روزہ کے متعلق جو مخصوص روایت سنن ابن ماجہ میں مروی ہے وہ بہت ہی ضعیف ہے، ہمارے استاذ محترم شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یونس جونپوری نے الیواقیت الغالیہ میں اس پر مفصل کلام کیا ہے، اور بندہ نے بھی بعض انگریزی تحریرات میں اپنی ویب سائٹ (www.islamicportal.co.uk) پر، نیز اپنی غیر مطبوع عربی تالیف "**ارشاد القاری الی اختیارات شیخنا العلامۃ المحدث محمد یونس الجونفوری**" میں اس پر مفصلاً بحث کی ہے۔ لہٰذا سنت نبویہ اور فقہاء کرام کی عبارات کو سامنے رکھتے ہوئے ضرورت ہے اس بات کی کہ لوگوں کو صوم شعبان کی زیادہ سے زیادہ ترغیب دی جائے، اس عموم میں ۱۵؍شعبان بھی بلاشبہ داخل ہے، مگر صرف ایک دن کی تخصیص

نہ کی جائے جس سے لوگ یہ سمجھیں کہ ۱۵/شعبان کے روزہ کو کچھ مزید فوقیت یا فضیلت حاصل ہے، اس سے بقیہ ایام میں سنت کا ترک لازم آتا ہے۔

اسی مبارک مہینہ کے سلسلہ میں ہمارے عزیز دوست مولانا محمد سلمان الخیر نعیمی سہارنپوری مدظلہ نے اپنی اس کتاب ''تحفۂ شعبان'' کا مسودہ ارسال فرمایا جس میں انہوں نے اس ماہ کے متعلق عموماً اور شب براءت کے متعلق خصوصاً فضائل اور احکام و مسائل نہایت سلیس انداز اور آسان فہم زبان میں درج کیے ہیں۔ بندہ نے کتاب کو از اول تا آخر پڑھا اور خوب استفادہ کیا، نیز بعض امور کی طرف مؤلف زید مجدہم کو توجہ دلائی، جن پر انہوں نے نظر ثانی کر کے اپنی وسعت ظرفی کا ثبوت دیا۔ کتاب کی ایک مزید خوبی یہ بھی ہے کہ مولانا نے ان رسوم و بدعات کی نشاندہی کی ہے جو ہندوستان وغیرہ میں رائج ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو قبولیت سے نوازے اور مولانا کو مزید علمی و تحقیقی و تصنیفی خدمات کی توفیق اور سعادت عطا فرمائے۔

بندہ یوسف شبیر احمد عفا اللہ عنہ

(وارد حال، کلکتہ، انڈیا)

۱۶/رجب ۱۴۴۲ھ، ۲۸/فروری ۲۰۲۱ء

اسلامی مہینوں کے نام

مُحرّم	صفر	ربیع اوّل	ربیع ثانی	جُمادی اوّل	جُمادی ثانی
رجب	شعبان	رمضان	شوّال	ذوالقعدۃ	ذوالحجۃ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرضِ مرتب

الحمد للّٰہ القدیم الأبدي ، الدائم السرمدي ، العزیز العلي ، الجبار القوی ، العادل الوفي ، القدیر الغني ، الموضح سبیل الھدی الجلي ، الآمربالفعل المرضي، المحذِّر من الشیطان الغوي ، المطلع علی السر الخفي ، مصرف النھار بین الغداۃ والعشي ، المعقب شھر رجب بشعبان شھر النبي ، والصَّلوۃُ والسَّلامُ علی سیِّد الأنبیاء و المرسلین محمَّد وعلی آلہ وصحبہ أجمعین ومن تبعھم باحسان الی یوم الدین ، أمَّابعدُ:

ماہِ ''شعبان المعظم'' اسلامی تقویم یعنی ہجری کیلنڈر کے اعتبار سے آٹھواں مہینہ ہے، جس کو رمضان المبارک کا مقدمہ کہا جاتا ہے ،اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس ماہ کو بھی خصوصی شرف وفضل عطا فرمایا ہے ،جناب نبی کریم ﷺ اور آپ کے سچے متبعین حضراتِ سلف وخلف ہر دور اور ہر زمانہ میں اس ماہِ محترم کی فضیلت واہمیت کے قائل رہے ہیں، بالخصوص اس ماہ کی پندرہویں تاریخ کی رات جس کو ''شبِ برأت'' کہا جاتا ہے، بڑی اہمیت کی حامل ہے، احادیثِ شریفہ میں اس کی بڑی فضیلتیں وارد ہوئی ہیں ؛مگر ان سب فضائل ومناقب کے باوجود اس ماہِ محترم میں بہت سی بدعات وخرافات اور رسومات بھی ہمارے یہاں کے مسلم معاشروں میں جنم لے چکی ہیں ؛ بلکہ جڑ پکڑ چکی ہیں، احقر نے حقیر سی کوشش کی ہے کہ اس ماہ کی اور بالخصوص شبِ براءت کی فضیلت کو بھی اُجاگر کیا جائے ،ساتھ ہی ساتھ اس میں در آجانے والی خرافات کا بھی وضاحت کے ساتھ رد کیا جائے ؛ تاکہ بالخصوص عوام اور کم فرصت حضرات کے لیے پیش آمدہ اور ضروری احکام ومسائل مختصر وقت میں آسانی کے ساتھ مہیا ہو سکیں۔

آپ حضرات کے علم میں ہے کہ الحمدللہ جل جلالہ مختلف احکام اسلام کے فضائل ومسائل

پر مشتمل دینی تحائف کا سلسلہ بخیر و خوبی جاری ہے، اسی مبارک سلسلہ کی **ایک** اہم کڑی یہ "تحفۂ شعبان" نامی کتابچہ بھی ہے، الحمدللہ! یہ اس کا دوسرا **جدید** اضافہ شدہ **ایڈیشن** ہے۔ جس میں انتہائی آسان انداز میں ماہِ شعبان المعظم اور بالخصوص **شب** براءت کے فضائل و مناقب، احکام و مسائل، اور اس میں عبادت کے دنیوی و اُخروی منافع جیسے اہم مضامین پر مشتمل معتبر و مستند اور کارآمد باتیں ذکر کی گئی ہیں، اُمید ہے کہ گزشتہ تحائف کی طرح یہ تحفہ بھی مسلمانوں کے لیے نفع رسانی کا **باعث** ہوگا۔

اہلِ علم و فضل سے **ایک** درخواست ہے کہ **انسان** سے بہ تقاضائے بشریت بولنے اور لکھنے (یعنی مافی الضمیر کی صحیح ادائیگی) میں فروگذاشت ہو ہی جاتی ہے، لہٰذا اصلاح فرما کر عنداللہ ماجور ہوں، احقر اپنی بے علمی و بے فہمی کا ہمیشہ سے معترف ہے، ہاں جہاں **تک** اس تحفہ میں درج کردہ بعض کتب کے حوالے سے چند احادیث کا تعلق ہے، تو اس سلسلہ میں پیشگی عرض ہے کہ وہ ہم نے صرف اور صرف فضائل و مناقب کے باب میں درج کی ہیں، ان کے اسانید و طرق پر اکثر حضرات محدثین کرام اور ائمہ جرح و تعدیل نے اطمینان یا شایانِ شان اعتماد کا اظہار نہیں فرمایا ہے، چونکہ یہ **ایک** عوامی ضرورت کی **ایک** مختصر کتاب ہے، اس لیے اس میں اس طرح کی فنی و علمی تحقیقات سے گریز کیا گیا ہے۔ جہاں **تک** علم و تحقیق کا تعلق ہے وہ **ایک** مستقل میدان ہے۔

بارگاہِ الٰہی جل جلالہ میں بہ کمالِ عجز و نیاز و شرمندگی دست بدعاء ہوں کہ مجھ عاجز و فقیر کی یہ کوشش بھی مقبول و منظور ہو کر مفیدِ عوام و خواص ہو جائے اور میرے لیے، میرے والدین، اساتذہ و مشائخ اور دوست و احباب کے لیے صدقۂ جاریہ ہو کر ذریعۂ نجات ہو جائے۔ آمین.

الٰہی! گرچہ یہ "کوشش" میری ناقابل منظور ہے   پر جو ہو مقبول، کیا رحمت سے تیری دور ہے

ناقل الحروف: محمد سلمان الخیر نعیمی سہارنپوری

معتمد: جامعہ عربیہ احسن العلوم، بڈھا کھیڑہ کاتلہ، ضلع سہارنپور، یو۔ پی، انڈیا

۳/رجب المرجب: ۱۴۴۲ھ، مطابق ۱۶/فروری: ۲۰۲۱ء بروز سہ شنبہ، قبیل غروب الشمس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماہِ مکرم ''شعبان المعظم'' کے فضائل ومناقب

اسلامی سال کا آغاز ماہِ محرم سے اور اختتام ماہِ ذوالحجہ پر ہوتا ہے، ''شعبان'' اسلامی اور ہجری سال کا آٹھواں مہینہ ہے، جو رمضان المبارک سے پہلے آتا ہے، اس مہینہ کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بڑی فضیلت عطا فرمائی ہے، جس کی ایک عظیم وجہ تو یہ معلوم ہوتی ہے کہ اس مہینہ میں ماہِ رمضان المقدس کے روزوں، تراویح اور دیگر عبادات کی تیاری کا موقع ملتا ہے۔

رمضان المبارک جو اپنی برکتوں، رحمتوں اور عنایاتِ ربانی کا موسم بہار ہے اس کی تیاری کا ماہِ شعبان سے شروع ہونا اس کی عظمت کو مزید چار چاند لگا دیتا ہے، گویا شعبان؛ رمضان المبارک کا مقدمہ ہے۔

جس طرح فرض نماز سے پہلے سنتیں پڑھی جاتی ہیں، تاکہ انسان کا دل دنیوی مشاغل سے فارغ ہو کر پوری طرح نماز کی طرف متوجہ ہو جائے، اسی طرح رمضان المبارک اور اس کی اہم مہم عبادتوں مثلاً روزہ، تراویح وغیرہ سے پہلے بھی اگر ماہِ شعبان المعظم بالخصوص پندرہویں شعبان اور اس کی رات میں روزہ اور عبادت وغیرہ کا اہتمام کر لیا جائے تو بہتر ہے، تاکہ رمضان المبارک کی خاص عبادتوں کے لیے دل ودماغ اور بدن وروح پورے طور پر متوجہ ہو جائے، یہی وجہ ہے کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم بھی رمضان المبارک کے علاوہ متواتر ولگاتار اتنے روزے کسی مہینے میں نہیں رکھتے تھے، جتنے روزے ماہِ شعبان میں رکھتے تھے۔ (سنن النسائي، رقم: ۲۳۵۷)

اس مہینہ کا نام ''شعبان'' رکھنے کی وجہ: ماہِ شعبان ایک بابرکت مہینہ ہے، اور ''شعبان'' عربی زبان کے لفظ "شعب" سے بنا ہے، جس کے معنی پھیلنے کے آتے ہیں اور چونکہ اس مہینہ میں

رمضان المبارک کے لیے خوب بھلائی پھیلتی ہے، اسی وجہ سے اس مہینے کا نام ''شعبان'' رکھا گیا۔

(عمدۃ القاری: ۱۱/۱۱۶، فیض القدیر: ۲/۳)

علامہ عبدالرحمٰن ابن الجوزی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

''شعبان، شعب وتشعب سے مشتق ہے، جس کے معنی تفرق اور پھیل جانے کے ہیں، حدیث میں آتا ہے کہ اس ماہ میں روزہ رکھنے والے پر رحمتوں اور بھلائیوں کا نزول ہوتا ہے، یہاں تک کہ وہ جنت میں داخل ہوجاتا ہے، چونکہ یہ مہینہ رحمتوں کے پھیلنے کا ہے، اس لیے اس کو شعبان کہا جاتا ہے''۔(النور فی فضائل الأیام والشھور: ۹۹)

ماہِ شعبان کی فضیلت:

شعبان کا مہینہ باعظمت مہینہ ہے؛ کیونکہ جناب نبی کریم ﷺ نے اس میں خصوصیت سے خیر وبرکت کی دعا فرمائی ہے، چنانچہ خادم رسول حضرت انس بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ سے (ایک ضعیف روایت) مروی ہے کہ جب رجب کا مہینہ شروع ہوتا، تو رسول اللہ ﷺ یہ دعا فرمایا کرتے تھے: اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ رَجَبَ وَشَعْبَانَ وَبَلِّغْنَا رَمَضَانَ. (عمل الیوم واللیلة: ۶۵۹، شعب الایمان للبیھقي: ۳/۳۷۵، حلیة الأولیاء: ۶/۲۶۹، مسند البزار: ۱/۲۸۵۔۴۰۲، المعجم الأوسط للطبراني: ۴/۱۸۹، مجمع الزوائد: ۲/۱۶۵، فیض القدیر: ۵/۱۳۱، بلوغ الأماني: ۹/۲۳۱، مسند الامام أحمد: ۱/۲۵۹، مسند الفردوس للدیلمي: ۱/۴۸۵)

ترجمہ: اے اللہ! ہمارے لیے رجب اور شعبان کے مہینہ میں برکت عطا فرما، اور ہمیں رمضان تک پہنچا۔

محدث وفقیہ ملا علی قاری ہرویؒ اس حدیث پاک کی تشریح میں لکھتے ہیں کہ: ان مہینوں

میں ہماری طاعت وعبادت میں **برکت** اور زیادتی **عطا** فرما اور ہماری عمر لمبی کر کے بہ کمالِ ادراک رمضان المبارک میں قیام وصیام کی توفیق **عطا** فرما۔(مرقاة المفاتيح:٤١٨/٣،دار الكتب العلمية)

خوش قسمتی سے بندہ **اگر** ماہِ رجب وشعبان **تک** زندہ رہا، تو اب ماہِ رمضان المبارک، نیکیوں کی فصلِ بہار، اعمالِ صالحہ کا سیزن **قریب** ہے، اس لیے دعا مانگتے رہنا چاہیے، اے اللہ! ہماری زندگی میں صحت وعافیت میں، کاروبار میں **برکت عطا** فرما اور ہمارے لیے رمضان المبارک **تک** پہنچنا مقدر فرما، آمین۔

لطیفہ: علامہ عبد الرحمٰن صفوی شافعی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ: ''شعبان'' میں پانچ حرف ہیں: شؔ، عؔ، بؔ، الف، نؔ۔ پس شین: شرف (وشرافت) سے، اور عین: علو (بلندی وبرتری) سے، اور با: بِرّ (نیکی اور بھلائی) سے، اور الف: اُلفت (محبت وچاہت) سے، اور نون: نور سے ہے، پس اس مہینہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے بندوں کے لیے یہ (سب چیزیں) عطیات (بطورِ تحفہ) ہیں۔(نزهةُ المجالس:٣١٨/١،غنيةُ الطالبين:٣٥٦)

شعبان المعظم کی قدر ومنزلت: ہر عقلمند کے لیے ضروری ہے کہ شعبان کے مہینہ میں غفلت نہ کرے اور ماہِ رمضان المبارک کے استقبال کے لیے اس ماہ میں تیاری کر لے، اپنے گناہوں سے توبہ کر لے، جو اعمال اس سے رہ گئے ہیں ان کو پورا کرے، ماہِ شعبان میں اللہ جل جلالہ کے حضور عاجزی اور الحاوزاری کرے، سچے دل سے اس کی طرف رجوع کرے، اس ماہ کی نسبت والے کی طرف یعنی جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے رحمت طلب کرے، تا کہ اس کا دل صاف ہو سکے، اور باطن کے امراض کی صفائی کے لیے یہ کام ضرور انجام دے، یہ کام ملتوی نہ کرے، (بلکہ جلد انجام دے) کیونکہ اصل میں تین ہی دن ہیں، **ایک** کل کا دن ہے جو گذر گیا، دوسرا موجودہ دن جو کام کرنے کا ہے، اور تیسرا آئندہ کا دن جو اُمید کا دن

ہے،اور آئندہ کے بارے میں کسی کو کچھ علم نہیں کہ زندہ بھی رہے گا یا نہیں؟ جو دن گذر چکا ہے اس سے نصیحت اور عبرت حاصل کرنی چاہیے،موجودہ دن کو غنیمت جاننا چاہیے،اور آئندہ کا دن خطرے کا دن ہے یعنی شاید وہ دن آئے یا نہ آئے،یہی حال ان تینوں مہینوں کا ہے،رجب گذر جاتا ہے اور رمضان کا انتظار ہوتا ہے،یہ کسی کو علم نہیں کہ اس ماہ کے آنے تک زندہ رہے گا یا نہیں،شعبان ان دونوں کے درمیان ہے،اس مہینہ کے آنے پر اللہ کی عبادت اور اطاعت غنیمت جانو۔

امام الانبیاء جناب نبی کریم ﷺ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو نصیحت فرمائی کہ پانچ چیزوں سے پہلے پانچ چیزیں غنیمت جانو،(یہ حدیث آپ ﷺ نے ایک موقع پر عموماً بھی ارشاد فرمائی ،جیسا کہ مستدرکِ حاکم وغیرہ میں ہے)جوانی کو بڑھاپے سے پہلے ،تندرستی کو بیماری سے پہلے ،مالداری کو فقیری سے پہلے ،فراغت اور فرصت کو مشغولیت ومصروفیت سے پہلے ،اور زندگی کو موت سے پہلے۔(المستدرك لحاكم:٣٤١/٤ ، رقم: ٧٨٤٦،المصنف لابن أبی شيبة:٧٧/٧،رقم:٣٤٣١٩،مسند الشهاب:٤٢٥/١،رقم:٧٢٩،جامع العلوم والحكم لابن رجب:٣٨٥/١،غنية الطالبين :٣٥٧)

شعبان المعظم رمضان المبارک کی تیاری کا مہینہ:

چونکہ یہ ماہ؛رمضان المبارک کا مقدمہ ہے،اس لیے اس میں رمضان کے استقبال کے لیے تیاری کی جاتی ہے،خود جناب نبی کریم ﷺ نے اس مہینہ میں رمضان المبارک کی تیاری کی ترغیب دی ہے،چنانچہ حضرت سلمان الخیر فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں شعبان کے مہینہ کی آخری تاریخ میں (تفصیلی) خطبہ دیا(تقریر فرمائی):اے لوگو!تم پر ایک عظمت وبرکت والا مہینہ سایہ فگن ہونے والا ہے،پھر آپ ﷺ نے روزہ،تراویح،شب قدر ،مغفرتِ باری تعالیٰ اور رمضان میں اہتمام سے کیے جانے والے خصوصی اعمالِ خیر کا تذکرہ

فرمایا، اس پوری تفصیلی حدیث شریف کو مع تشریح دیکھنے کے لیے ہماری کتاب **"انوارِ رمضان المبارک"** کا بھی مطالعہ وملاحظہ کیا جائے، یہاں تو اس کی چند جھلکیاں پیش ہیں۔

خطبۂ استقبالِ رمضان:

اللہ کے رسول نبی اکرم ﷺ شعبان کے مہینے میں صحابہ کرامؓ کو اکٹھا کرتے اور خطبہ دیتے؛ جس میں انہیں رمضان کے فضائل ومسائل بیان کرتے، رمضان کی عظمت واہمیت کے پیش نظر اس کی تیاری کے سلسلے میں توجہ دلاتے۔ ایسے ہی ایک خطبہ میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! عنقریب تم پر ایک عظیم الشان ماہ مبارک سایہ فگن ہونے والا ہے۔ اس ماہ مبارک میں ایک رات ایسی بھی ہے جو ہزار راتوں سے بہتر ہے (یعنی شب قدر)۔ اللہ تعالیٰ نے اس ماہ کے روزے فرض کیے، اس کے قیام کو اپنی خوشنودی کا ذریعہ قرار دیا، تو جس شخص نے اس ماہ میں ایک چھوٹا سا کار خیر انجام دیا اس نے دیگر ماہ کے فرائض کے برابر نیکی حاصل کرلی، یہ صبر اور ہمدردی کا مہینہ ہے۔ یہ وہ ماہ مبارک ہے، جس میں اللہ اپنے بندوں کے رزق میں اضافہ فرماتا ہے۔ اس ماہ مبارک میں جس نے کسی روزے دار کو افطار کرایا۔ روزے دار کے روزے میں کمی کیے بغیر اس نے روزے دار کے برابر ثواب حاصل کیا۔ اور خود کو جہنم سے بچالیا۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم میں سے ہر شخص تو روزے دار کو افطار کرانے کی استطاعت نہیں رکھتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے روزے دار کو پانی کا گھونٹ پلایا، یا دودھ کا گھونٹ پلایا، یا ایک کھجور کے ذریعے افطار کرایا اس کا اجر اسی کے برابر ہے اور اس کے لیے بھی جہنم سے نجات ہے۔ اس سے روزے دار کے اجر میں کمی نہیں ہوگی۔ جس نے (اس ماہ میں) اپنے ماتحتوں سے ہلکا کام لیا، اس کے لیے بھی جہنم سے نجات ہے۔ (مشکوۃ المصابیح)

لہٰذا ہم ماہ مبارک کی آمد سے پہلے پہلے اس کے مقام،اس کی عظمت، اس کی فضیلت،اس کے مقصد اوراس کے پیغام کو اپنے ذہن میں تازہ کرلیں؛ تا کہ اس کی برکات سے بھرپور فائدہ اٹھاسکیں اوراس بات کا پختہ ارادہ کریں کہ ہم اس ماہ مبارک میں اپنے اندر تقوی کی صفت پیدا کرنے کی کوشش کریں گے جو روزہ کا مقصد اور ماحصل ہے۔ضروری خریداری کی تکمیل بھی شعبان میں کرلینی چاہیے؛تا کہ رمضان میں بازار جانے کی نوبت نہ آئے اورہم ہرقسم کے جھمیلوں سے یکسو ہوکر رمضان المبارک کو خالص عبادات میں گزارسکیں۔

حق تعالی شانہ‘ ہمیں ماہِ شعبان کی خوب قدر کرنے ،زیادہ سے زیادہ اعمال صالحہ میں لگنے اور رمضان کی تیاری کرنے کی بھرپور توفیق عطا فرمائے۔آمین

شعبان المعظم کا چاند اوراس کی تاریخ محفوظ رکھنے کا اہتمام:

شعبان المعظم کی فضیلت اس بات سے بھی اُجاگر ہوتی ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ اس کے چاند اور تاریخوں کے حساب کا خود بھی بہت اہتمام فرماتے تھے اور اُمت کو بھی اس کی تاکید فرمائی، چنانچہ راویٔ اسلام سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَحْصُوْا هِلَالَ شَعْبَانَ لِرَمَضَانَ. (سنن الترمذي،رقم:٦٨٧،المستدرك لحاكم،رقم:١٥٤٨)

ترجمہ: شعبان کے چاند (اوراس کی تاریخوں) کو خوب اچھی طرح محفوظ رکھو؛ تا کہ رمضان کا حساب ہوسکے۔یعنی رمضان المبارک کے صحیح حساب کے لیے شعبان کا چاند اور اس کی تاریخوں کو خصوصیت سے یاد رکھا جائے ،جب شعبان کی آخری تاریخ ہو،تو رمضان المبارک کا چاند دیکھنے میں پوری کوشش کی جائے۔

ماہِ شعبان خیر وبرکت والا مہینہ: ایک (متکلم فیہ سند کے ساتھ مروی) روایت میں

ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے معلوم کیا کہ:

تم جانتے ہو کہ "شعبان" کو 'شعبان' کیوں کہتے ہیں؟ صحابۂ کرام نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس لیے کہ رمضان کے لیے اُس میں خیر کثیر کے بہت سے شعبے نکل پڑتے ہیں۔ (خیر المجالس مع نزهة المجالس: ۳۱۵/۱)

ماہِ شعبان کی خاص فضیلت وعظمت: (ایک غیر محقق روایت ہے کہ) امام الانبیاء سرورِ دوجہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمام مہینوں پر (ماہِ) رجب کی ایسی فضیلت ہے کہ جیسے قرآن کریم کی تمام کلاموں پر۔ اور باقی مہینوں پر شعبان کی ایسی فضیلت ہے جیسے میری فضیلت تمام انبیاء پر اور رمضان کی فضیلت باقی مہینوں پر ایسی ہے جیسے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی فضیلت اپنی مخلوق پر۔ (نزهة المجالس: ۳۱۵/۱)

ماہِ شعبان حفاظ کرام کا مہینہ: حضرت سلمہ ابن کہیل رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: **کان يقال: شهر شعبان شهر القراء.** یعنی یہ کہا جاتا تھا کہ شعبان کا مہینہ قراء وحفاظ کا مہینہ ہے۔

چونکہ حضرات حفاظِ قرآن وقراء کرام اس ماہ میں بہ کثرت قرآن کریم پڑھتے ہیں، اس کا دَور کرتے ہیں رَمضان المبارک میں ایک ممتاز اور عظیم الشان عبادت "تراویح" میں قرآن کریم پڑھنے اور سنانے کے لیے تیاری کرتے ہیں، جہاں دیکھو ماشاء اللہ حفاظ کرام قرآن کریم لیے تلاوت کرتے ہوئے اور دور کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اس لیے اس کو **شهر القراء** کہا جاتا تھا۔ معلوم ہوا کہ رمضانی حفاظ کرام کا وجود اس دورِ مسعود میں بھی تھا، کہ جو بہ کثرت تلاوت کا اہتمام پورے سال کرنے کے بجائے صرف شعبان یا رمضان میں ہی قرآن کریم کھول کر دیکھتے تھے۔ **اللهم ذكرنا منه مانسينا وعلمنا منه ما جهلنا وارزقنا تلاوته آناء الليل وآناء النهار واجعله لنا حجة لا علينا يارب العلمين. آمين.**

ماہِ شعبان اور حضراتِ صحابہ کا معمول: پیرانِ پیر شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمہ لکھتے

ہیں: حضرت انس بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ کے بزرگ اصحاب رضی اللہ عنہم شعبان کا چاند دیکھ کر قرآن کریم (زیادہ) پڑھا کرتے تھے، مسلمان اپنے مال سے زکوۃ بھی نکالا کرتے تھے، تاکہ غریب اور مسکین لوگ فائدہ اُٹھا سکیں، اور ماہِ رمضان المبارک کے روزے رکھنے کے لیے ان کا کوئی وسیلہ بن جائے، حاکم لوگ قیدیوں کو بلا کر ان میں سے جو حَد (سزا) جاری کرنے کے لائق ہوتے تھے، ان پر حَد جاری کرتے تھے، باقی قیدی رہا کر دیے جاتے تھے، کاروباری لوگ بھی اسی ماہ میں اپنا قرض ادا کیا کرتے تھے اور دوسروں سے جو کچھ وصول کرنا ہوتا تھا، وصول کرلیا کرتے تھے، ماہِ رمضان المبارک کا چاند نظر آنے پر لوگ غسل کرتے اور اعتکاف میں بیٹھ جاتے تھے۔ (غنية الطالبين: ٣٥٦، والله أعلم بحال الرواية)

ماہِ شعبان میں روزے: نبی کریم ﷺ اس مہینہ کے اکثر حصے میں روزے رکھتے تھے؛ چنانچہ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، فرماتی ہیں: "میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے (پورے اہتمام کے ساتھ) رمضان المبارک کے علاوہ کسی پورے مہینے کے روزے رکھے ہوں اور میں نے نہیں دیکھا کہ آپ ﷺ کسی مہینے میں شعبان سے زیادہ نفلی روزے رکھتے ہوں"۔ (صحيح البخاري: ٢٦٤/١، صحيح مسلم: ٣٦٥/١)

امی جان رضی اللہ عنہا ایک اور حدیث میں فرماتی ہیں: "رسول اللہ ﷺ کو تمام مہینوں سے زیادہ یہ بات پسند تھی کہ شعبان کے روزے رکھتے رکھتے رمضان سے ملا دیں"۔ (کنز العمال، رقم: ٢٤٥٨٤)

اسی طرح ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: "میں نے رسول اللہ ﷺ کو شعبان اور رمضان کے سوا لگاتار دو مہینے روزے رکھتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا"۔ (سنن الترمذي: ١٥٥/١)

یعنی نبی کریم ﷺ رمضان المبارک کے پورے مہینے کے ساتھ ساتھ شعبان کے بھی

تقریباً پورے مہینے کے روزے رکھتے تھے اور بہت کم دن ناغہ فرماتے تھے۔

ماہِ شعبان میں روزے کی حکمتیں: ماہِ شعبان میں رسول اللہ ﷺ کے زیادہ نفلی روزے رکھنے کے کئی اسباب اور کئی حکمتیں بیان کی گئی ہیں، علامہ محبّ طبری علیہ الرحمہ نے چھ حکمتیں بیان فرمائی ہیں۔(عمدة القاري شرح صحيح البخاري: ١١٩/١١)

جن میں سے چار حکمتیں وہ ہیں جن کی طرف احادیث میں بھی اشارہ کیا گیا ہے، انہیں کو یہاں ذیل میں پیش کیا جاتا ہے:

(۱) رمضان المبارک کی تعظیم اور روحانی تیاری: چنانچہ حضرت انس بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ: رمضان المبارک کے بعد افضل روزہ کون سا ہے؟ ارشاد فرمایا: رمضان کی تعظیم کے لیے شعبان کا روزہ، الخ۔(جامع الترمذي: ١٤٤/١)

یعنی رمضان المبارک کی عظمت، اس کی روحانی تیاری، اس کا قرب اور اس کے خاص انوار و برکات کے حصول اور ان سے مزید مناسبت پیدا کرنے کا شوق اور داعیہ ماہِ شعبان میں کثرت کے ساتھ نفلی روزے رکھنے کا سبب بنتا تھا اور شعبان کے ان روزوں کو رمضان کے روزوں سے وہی نسبت ہے جو فرض نمازوں سے پہلے پڑھے جانے والے نوافل کو فرضوں سے ہوتی ہے۔(لطائف المعارف لابن رجب: ١٣٨/١، معارف الحديث: ١٥٥/٤)

(۲) اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف اعمال کا اُٹھایا جانا: حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: شعبان کا مہینہ رجب اور رمضان کے درمیان کا مہینہ ہے، لوگ اس کی فضیلت سے غافل ہیں؛ حالانکہ اس مہینے میں بندوں کے اعمال پروردگارِ عالم کی جانب اُٹھائے جاتے ہیں، لہٰذا میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ میرا عمل بارگاہِ الٰہی میں اس حال میں پیش

ہوکہ میں روزہ دار ہوں۔(شعب الایمان للبیھقي،رقم: ۳۸۲۰،فتح الباري:۴/ ۲۵۳)

(۳) مرنے والوں کی فہرست کا ملک الموت کے حوالے ہونا: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ یارسول اللہ! آپ ماہِ شعبان میں اس کثرت سے روزے کیوں رکھتے ہیں؟ ارشاد فرمایا: اس مہینے میں ہر اس شخص کا نام ملک الموت کے حوالے کردیا جاتا ہے، جن کی روحیں اس سال میں قبض کی جائیں گی؛ لہٰذا میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ میرا نام اس حال میں (ملک الموت یعنی موت کے فرشتے کے) حوالے کیا جائے کہ میں روزے دار ہوں۔(مسند أبي یعلی،رقم:۴۹۱۱،فتح الباری :۴/۲۵۳)

(۴) ہر مہینے کے تین دن کے روزوں کا جمع ہونا:

ایک حکمت یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ نبی کریم ﷺ تقریباً ہر مہینے تین دن یعنی ایامِ بیض (تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ) کے روزے رکھتے تھے۔(سنن النسائي:۱/۲۵۷)

لیکن بسا اوقات سفر وضیافت وغیرہ کسی عذر کی وجہ سے چھوٹ جاتے اور وہ کئی مہینوں کے جمع ہوجاتے ،تو ماہِ شعبان میں ان کی قضا فرماتے ؛ جیسا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حدیث شریف میں مروی ہے۔(روضۃ المحدثین:۲/۳۴۹،نیل الأوطار:۴/۳۳۱)

بعض اہل علم سے یہ حکمت بھی سننے میں آئی ہے کہ حضرات اُمہات المؤمنینؓ چونکہ اس ماہ میں روزوں کی قضا کرتی تھیں، ان کی دلجوئی اور حوصلہ وہمت بڑھائی کے لیے آپ ﷺ بھی اس ماہ میں روزے رکھتے تھے۔ **واللہ أعلم وعلمہ أتم وأکمل .**

پندرہویں شعبان کا روزہ: اگرچہ حضرات محدثین اور متقدمین ومتأخرین جمہور فقہاء کو اس روزے کے ثبوت میں بالکل شرحِ صدر نہیں، اور صحیح بات بھی یہی ہے کہ محض ایک انتہائی ضعیف درجہ کی

روایت کی وجہ سے اس دن کے روزہ کے استحباب کا قول عجب ہی نہیں؛ محل نظر بھی ہے۔اس کے باوجود بعض حضرات کی رائے ہے کہ شعبان المعظم کی پندرہویں تاریخ کا روزہ مستحب ہے؛اس کے لیے وہ فتاویٰ عالمگیری کی اس عبارت کا سہارا لیتے ہیں:**اَلْمَرْغُوْبَاتُ مِنَ الصِّیَامِ اَنْوَاعٌ: أَوَّلُھَا صَوْمُ الْمُحَرَّمِ وَالثَّانِي صَوْمُ رَجَبٍ وَالثَّالِثُ صَوْمُ شَعْبَانَ وَصَوْمُ عَاشُوْرَاءَ۔**(الفتاوی الھندیہ:۲۰۲/۱)

ترجمہ: مستحب روزوں کی کئی قسمیں ہیں:(۱) محرم کے روزے۔(۲) رجب کے روزے(۳) شعبان اور عاشوراء کے روزے۔

اگر بہ **نظر** غائر دیکھا جائے تو اس عبارت سے ہرگز خاص پندرہویں شعبان کے دن کے روزہ کا استحباب **ثابت** نہیں **ہوتا**۔اس لیے کہ اس میں **مطلق** شعبان کا ذکر ہے،ہاں!اس اطلاق وعموم میں یہ بھی ہے۔اور اس ماہ میں روزوں کے **تعلق** سے ہر قسم کی **مستقل** وعام احادیث موجود ہیں۔**فلیتدبّر۔**

فائدہ(۱): مندرجہ **بالا** احادیث **شریفہ** سے **معلوم** ہوا کہ نبی کریم ﷺ کئی حکمتوں کی وجہ سے شعبان میں کثرت کے ساتھ روزے **رکھتے تھے**،اس کے ساتھ ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے **مروی** ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے **ارشاد فرمایا:**”**جب** آدھا شعبان **باقی** رہ جائے،تو روزے **مت رکھو**“۔(سنن الترمذي:۱/۱۵۵، جامع الأحادیث:۲/۴۴۵)

یہ اور اس جیسی **دیگر** روایات کے پیش **نظر** حضرات **فقہاءِ** کرام نے پندرہ شعبان کے بعد روزہ رکھنا **مکروہ** قرار دیا ہے؛البتہ چند صورتوں کو **مستثنیٰ** فرمایا ہے کہ ان میں پندرہ شعبان کے بعد روزہ **رکھنے** میں کوئی حرج نہیں،وہ صورتیں یہ ہیں:(۱):کسی کے ذمہ قضاء روزے ہوں یا واجب (کفارہ وغیرہ کے) روزے ہوں اور وہ انہیں ان ایام میں رکھنا چاہتا ہو۔(۲):ایسا شخص جو شروع شعبان سے روزے **رکھتا چلا** آرہا ہو۔(۳):ایسا شخص کہ جس کی عادت یہ ہے کہ وہ مخصوص دنوں

یا تاریخوں کے روزے رکھتا ہے، اب وہ دن یا تاریخ شعبان کے آخری دنوں میں آرہی ہے ،تو روزہ رکھنے میں کوئی حرج نہیں ، بشرطیکہ ایسی کمزوری کا خطرہ نہ ہو کہ جس سے رمضان کے روزوں کا حرج ہونے کا اندیشہ ہو۔(درس ترمذي:۲/۵۷۹ بتغير)

سیدی وسندی ووسیلتی الی اللہ حضرت الاستاذ مفتی سعید احمد پالن پوری قدس سرہ (سابق صدر المدرسین وشیخ الحدیث: دارالعلوم ر دیوبند) فرماتے ہیں: بعض اکابر محدثین وعلماء نے اس کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ اس حدیث شریف میں ممانعت ان لوگوں کے لیے ہے ،جن کو روزہ کمزور کرتا ہے، ایسے لوگوں کو اس حدیث شریف میں یہ حکم دیا گیا کہ نصف شعبان کے بعد روزے مت رکھو؛ بلکہ کھاؤ پیؤ اور طاقت حاصل کرو؛ تاکہ رمضان المبارک کے روزے قوت کے ساتھ رکھ سکو اور دیگر عبادات نشاط کے ساتھ انجام دے سکو اور نبی کریم ﷺ چونکہ طاقت ور تھے، روزوں کی وجہ سے آپ ﷺ کو کمزوری لاحق نہیں ہوتی تھی ؛اس لیے آپ ﷺ نصف شعبان کے بعد بھی روزے رکھتے تھے اور اُمت میں سے جو لوگ اس کی طاقت رکھتے ہیں اور روزے ان کو کمزور نہیں کرتے وہ بھی نصف شعبان کے بعد روزے رکھ سکتے ہیں، ممانعت صرف ان لوگوں کے لیے ہے جن کو کمزوری لاحق ہوتی ہے۔

(فتح الباري:۲۵۳/٤،تحفة الألمعي:۱۱۱/۳)

فائدہ(۲): ماہِ شعبان کے روزے صحیح روایات سے ثابت ہیں، جیسا کہ تفصیل گذر چکی ؛لہٰذا شعبان کے کم از کم پہلے نصف حصے میں روزے رکھنے چاہئیں اور اس سنت کو زندہ کرنا چاہیے؛ اگر چہ یہ روزے نفلی ہیں نہ رکھنے پر کوئی مواخذہ نہیں۔(ماہنامہ دار العلوم /دیو بند: شمارہ، ٦، جلد: ۹۹)

اس سلسلہ میں ایک حکیمانہ توجیہ: نصف شعبان کے بعد روزہ کی کراہیت کی وجہ کیا ہے؟ حکیم الامت مجدد الملت حضرت اقدس مولانا اشرف علی تھانوی علیہ الرحمہ فرماتے

ہیں: ”میرا تو ذوق یہ کہتا ہے رمضان شریف میں جو جاگنا ہوگا اس **شب** کا جاگنا اس کا نمونہ ہے اور یہ صوم (روزے) ایامِ رمضان شریف کا نمونہ ہے، پس دونوں نمونے رمضان کے ہیں، ان نمونوں سے اصل کی ہمت ہو جاوے گی، پھر اس صوم کے بعد جو صوم سے **منع** فرمایا اس میں حقیقت میں رمضان کی تیاری کے لیے فرمایا ہے کہ جب شعبان آدھا ہو جائے، تو روزہ مت رکھو، مطلب یہ ہے کہ سامان شروع کرو رمضان کا یعنی کھاؤ، پیو اور رمضان کے لیے تیار ہو جاؤ اور یہ اُمید رکھو کہ روزے آسان ہو جائیں گے“۔(خطبات حکیم الأمت:۳۹۱/۷)

ماہِ شعبان میں کثرت سے یہ دعا کیجیے: جناب نبی کریم ﷺ نے اس ماہ میں خصوصیت سے خیر و برکت کی دعا فرمائی ہے (جیسا کہ ایک متکلم فیہ روایت میں ہے) چنانچہ خادم رسول حضرت انس بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رجب کا مہینہ شروع ہوتا، تو رسول اللہ ﷺ یہ دعا فرمایا کرتے تھے: **اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ رَجَبَ وَشَعْبَانَ وَبَلِّغْنَا رَمَضَانَ.** (عمل الیوم واللیلۃ:۶۵۹) **ترجمہ:** اے اللہ! ہمارے لیے رجب اور شعبان کے مہینہ میں برکت عطا فرما اور ہمیں رمضان تک پہنچا۔

فائدہ: علامہ عبدالرحمٰن صفوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: تورات میں لکھا ہے کہ جو شعبان میں: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّآ اِيَّاهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ ، پڑھتا ہے، اللہ جل جلالہ اُس کے لیے ہزار برس کی عبادت لکھتا ہے اور اُس کے ہزار برس کے گناہ مٹا دیتا ہے اور وہ اپنی قبر سے اس حالت میں نکلے گا کہ اُس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا ہوگا اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ صدیق لکھا جائے گا۔(نزھۃُ المجالس:۳۲۱)

اس ماہِ مبارک میں پیش آنے والے اہم تاریخی واقعات: تاریخ وسیرت کی ورق گردانی سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مہینے میں بہت سارے اہم اور تاریخی واقعات رونما

ہوئے، جن میں سے چند یہ ہیں: (۱) آپ ﷺ کی دیرینہ تمنا پوری ہوئی اور تحویل قبلہ کا حکم نازل ہوا۔ (۲) اسی مہینے میں تاریخ اسلام کا عظیم غزوہ، غزوۂ بنو المصطلق پیش آیا۔ (۳) اسی مہینے میں آپ ﷺ نے حضرت حفصہ اور حضرت جویریہ رضی اللہ عنہما سے نکاح فرمایا۔ (۴) تیمّم سے متعلق احکام کا نزول اسی مہینے میں ہوا۔ (۵) اسی مہینے میں حضرت حسین بن علیؓ، حضرت زین العابدین اور حضرت ابوالفضل عباس وغیرہم کی ولادت ہوئی۔ (۶) اور صحابہ وتابعین میں حضرت مغیرہؓ، حضرت انسؓ، حضرت عرباضؓ، اور امام ابوحنیفہؒ کی وفات ہوئی۔ ان کے علاوہ اور بہت سے امور اور اہم واقعات اس ماہ مقدس میں رونما ہوئے، جن کی تفصیل کا یہ موقع نہیں اللہ تعالیٰ ہمیں اس ماہ کی صحیح قدر دانی اور اس کے فیوض وبرکات سے مالامال فرمائے۔

دعائے مغفرت وایصال ثواب کی اپیل

قارئین کرام! آپ حضرات سے اپنے مخلص اور عزیز ترین دوست جناب ڈاکٹر محمد ہارون انصاری صاحب کے والد گرامی قدر جناب **حاجی جمیل احمد مرحوم** کے حق میں خصوصاً اور جملہ اہلِ ایمان کے حق میں عموماً دُعائے مغفرت اور حسب موقع ایصالِ ثواب کی درخواست اور اپیل ہے۔ (محمد سلمان الخیر نعیمی قاسمی سہارنپوری)

شبِ براءت کی فضیلت واہمیت

الحمد للّٰہ الملک المنان ، الرحیم الرحمن ، السلطان الدیان ، الذی خلق الانسان ، وعلمه البیان ، وأمر بالعدل ووضع المیزان ، قضی وقدر فزان وشان ، وأعز وأهان ، وأغنی وأفقر فلایقال لتقدیره لم کان ، أنعم علی عباده بأنواع الاکرام والاحسان ، وأظهر لهم مناهج الرشاد وأبان ، وأتحف المتعبدین بلیلة النصف من شعبان ، صلی اللّٰه علیه وعلی آله وأصحابه وأزواجه وأتباعه صلوة لا انقضاء لها علی طول الأبد ونهایة الزمان والمکان.

أمّا بعد! ماہِ شعبان؛ اگرچہ پورا ہی مہینہ انتہائی باعظمت واحترام ہے؛ لیکن اس ماہِ محترم کی پندرہویں شب جو ''شبِ برأت'' کہلاتی ہے، یہ الگ ہی مقام رکھتی ہے، یہ بہت فضیلت والی رات ہے، قرآن وحدیث میں اس کے بہت سے فضائل وارد ہوئے ہیں، اور اُمت کے اکابرواسلاف ، ابراراخیار اور علما وصلحا ہر دوراور ہر زمانہ میں حدِشرع کی پابندی ورعایت کے ساتھ اس کی فضیلت ومنقبت اور عظمتِ شان کے قائل چلے آرہے ہیں۔

اس رات کوشبِ براءت کہنے کی وجہ: اس رات کو ''شبِ براءت'' اس لیے کہتے ہیں ، کہ برأت کے معنی '' آزادی، رستگاری وچھٹکارا'' کے ہیں ،اور چونکہ اس رات میں لاتعداد انسان رحمتِ باری تعالیٰ کی برکت سے جہنم سے نجات حاصل کرتے ہیں، اس لیے اس کوشبِ برأت کہتے ہیں۔

پیرانِ پیرشیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

اس رات کو ''شبِ برأت'' اس لیے کہتے ہیں کہ اس رات میں دوقسم کی برأت ہوتی

ہے۔(۱) ایک برأت تو بدبختوں کو خدائے تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے۔(۲) دوسری برأت خدا کے دوستوں کو ذلت وخواری سے ہوتی ہے۔(غنیة الطالبین:٤٥٦)

فرشتوں کی عیدین: نیز فرمایا کہ جس طرح مسلمانوں کے لیے اس روئے زمین پر عید کے دو دن (عید الفطر و عید الاضحیٰ) ہیں، اسی طرح فرشتوں کے لیے آسمان پر دو راتیں (شبِ برأت و شبِ قدر) عید کی راتیں ہیں، مسلمانوں کی عید دن میں رکھی گئی؛ کیونکہ وہ رات میں سوتے ہیں اور فرشتوں کی عید رات میں رکھی گئی؛ کیونکہ وہ سوتے نہیں۔(غنیة الطالبین:٤٥٧)

شبِ براءت اور قرآن کریم:

قرآن کریم کی سورۂ دُخان میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِیْنَ فِیْهَا یُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِیْمٍ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِیْنَ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ﴾۔(الدخان: ۳، پارہ:۲۵)

ترجمہ: ہم نے اس (قرآن کریم) کو (لوحِ محفوظ سے آسمانِ دنیا پر) ایک برکت والی رات (یعنی شبِ قدر) میں اُتارا ہے، (کیونکہ) ہم (بوجہ شفقت کے اپنے ارادہ میں اپنے بندوں کو) آگاہ کرنے والے تھے، اس رات میں ہر حکمت والا معاملہ ہماری پیشی سے حکم (صادر) ہو کر طے کیا جاتا ہے، ہم بوجہ رحمت کے جو آپ کے رب کی طرف سے ہوتی ہے، آپ کو پیغمبر بنانے والے تھے، بیشک وہ وہ بڑا سننے والا بڑا جاننے والا ہے۔

لَیْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ کی تفسیر: مفتیٔ اعظم ہند و پاک حضرت مولانا مفتی محمد شفیع علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: جمہور مفسرین کے نزدیک لَیْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ سے مراد شبِ قدر ہے، جو رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں ہوتی ہے، اس رات کو مبارک فرمانا اس لیے ہے کہ اس رات میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے

اپنے بندوں پر بے شمار خیرات وبرکات نازل ہوتی ہیں اور قرآن کریم کا شبِ قدر میں نازل ہونا، قرآن کریم کی سورۂ قدر میں تصریح کے ساتھ آیا ہے، **اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ**، اس سے ظاہر ہوا کہ یہاں بھی لیلۂ مبارکہ سے مراد شبِ قدر ہی ہے۔ اور ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ سے یہ بھی منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جتنی کتابیں ابتداءِ دنیا سے آخر تک اپنے انبیاء علیہم السلام پر نازل فرمائی ہیں وہ سب کی سب ماہِ رمضان المبارک ہی کی مختلف تاریخوں میں نازل ہوئی ہیں، حضرت قتادہ علیہ الرحمہ نے بروایت حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ صحفِ ابراہیم علیہ السلام رمضان کی پہلی تاریخ میں اور تورات رمضان کی چھٹی تاریخ میں، زبور بارہویں میں، انجیل اٹھارویں میں، اور قرآن کریم چوبیس تاریخ گزرنے کے بعد یعنی پچیسویں شب میں نازل ہوا۔ (تفسير القرطبي)

قرآن کریم کے شبِ قدر میں نازل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ لوحِ محفوظ سے پورا قرآن سماءِ دنیا پر اِسی رات میں نازل کر دیا گیا تھا، پھر (تقریباً) تیئیس سال (بائیس سال، چھ ماہ اور چودہ دن) کی مدت میں تھوڑا تھوڑا رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوتا رہا۔ اور بعض حضرات نے فرمایا کہ ہر سال میں جتنا قرآن کریم نازل ہونا مقدر ہوتا تھا اتنا ہی شبِ قدر میں لوحِ محفوظ سے سماءِ دنیا پر نازل کر دیا جاتا تھا۔

(تفسير القرطبي)

اور بعض مفسرین عکرمہؒ وغیرہ سے منقول ہے کہ انہوں نے اس آیت میں لیلۂ مُبارکہ سے مراد شبِ براءت یعنی نصف شعبان کی رات قرار دی ہے، مگر اس رات میں نزولِ قرآن دوسری تمام نصوصِ قرآن اور روایاتِ حدیث کے خلاف ہے، **شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ** اور **اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ** جیسی کھلی نصوص کے ہوتے ہوئے بغیر کسی قوی دلیل کے نہیں کہا جا سکتا کہ نزولِ قرآن شبِ براءت میں ہوا، البتہ شعبان کی پندرہویں شب کو بعض روایاتِ حدیث میں **"شبِ براءت"** یا **"لیلۃُ الصّک"** کے نام سے تعبیر کیا گیا ہے اور اس رات کا مبارک ہونا اور اس میں اللہ تعالیٰ کی رحمت

کے نزول کا ذکر ہے، اس کے ساتھ بعض روایات میں یہ مضمون بھی آیا ہے جو اس جگہ لیلۂ مبارکہ کی صفت میں بیان فرمایا ہے یعنی **فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ ۔ أَمْرًا مِّنْ عِندِنَا**، یعنی اس رات میں ہر حکمت والے معاملہ کا فیصلہ ہماری طرف سے کیا جاتا ہے، جس کے معنی حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے یہ بیان فرمائے ہیں کہ یہ رات جس میں نزولِ قرآن ہوا، یعنی شبِ قدر، اسی میں مخلوقات کے متعلق تمام اہم اُمور جن کے فیصلے اس سال میں اگلی شبِ قدر تک واقع ہونے والے ہیں، طے کیے جاتے ہیں کہ کون کون اس سال میں پیدا ہوں گے، کون کون آدمی اس میں مریں گے، کس کو کس قدر رزق اس سال میں دیا جائے گا، یہی تفسیر دوسرے ائمۂ تفسیر حضرت قتادہ، مجاہد، حسن وغیرہم سے بھی منقول ہے اور مہدوی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ یہ تمام فیصلے جو تقدیرِ الٰہی میں پہلے ہی سے طے شدہ تھے اس رات میں متعلقہ فرشتوں کے سپرد کردیے جاتے ہیں؛ کیونکہ قرآن وسنت کی دوسری نصوص اس پر شاہد ہیں کہ اللہ جل جلالہ نے یہ فیصلے انسان کی پیدائش سے بھی پہلے ازل ہی میں لکھ دیے تھے، تو اس رات میں اُن کے طے کرنے کا حاصل یہی ہوسکتا ہے کہ قضا وقدر کی تنفیذ جن فرشتوں کے ذریعہ ہوتی ہے اس رات میں یہ سالانہ احکام ان کے سپرد کردیے جاتے ہیں۔ (معارف القرآن: ۷/۷۵۵-۷۵۸)

حضرت والا تھانوی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ شبِ براءت میں حکم ہوا کہ اس دفعہ رمضان المبارک میں جو شبِ قدر آئے گی، اس میں قرآنِ کریم نازل کیا جائے گا، پھر شبِ قدر میں اس کا وقوع ہوگیا، کیونکہ عادۃً ہر فیصلہ کے دو مرتبے ہوتے ہیں، ایک تجویز، ایک نفاذ (تنفیذ)، یہاں بھی دو مرتبے ہوسکتے ہیں کہ تجویز تو شبِ براءت میں ہوجاتی ہے اور نفاذ لیلۃ القدر میں ہوتا ہے، غرض آیت میں لیلۂ مبارکہ سے مراد جو بھی ہو؛ لیکن احادیث سے تو اس رات کا بابرکت ہونا معلوم ہوتا ہے۔ (التبلیغ: ۸/۱٤)

علامہ ابوالفرج عبدالرحمٰن ابن الجوزی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: ”شبِ براءت میں اُمورِ محکمہ

کے فیصلے ہوا کرتے ہیں، اس لیے ظاہر ہے کہ شبِ براءت میں اس کا بھی فیصلہ کیا گیا ہوگا؛ کیونکہ قرآن کریم کے نازل کرنے سے بڑا امر محکم اور کون سا ہو سکتا ہے"۔(النور فی فضائل الأیام والشھور:۱۰۸)

شبِ براءت احادیث نبویہ کی روشنی میں:

احادیث شریفہ میں شبِ برأت کی بہت زیادہ فضیلت اور اہمیت بیان کی گئی ہے، اگرچہ ان احادیث میں سے بعض (بلکہ اکثر) سند کے اعتبار سے ضعیف (اور کچھ موضوع بھی) ہیں؛ لیکن چونکہ فضائل میں ضعاف بھی مقبول ہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھئے: (فضائل اعمال اور اعتراضات کا علمی جائزہ:۱۳۰۔۱۴)

اور کثرتِ روایات و اسناد مل کر اس ضعف کو دور کر دیتی ہیں، مزید اُمت کا تعامل اور اسلاف کا ان روایات پر عمل پیرا چلے آنا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ روایات مقبول ہیں اور لیلۃ البرأت کی اصل ضرور ہے۔

جن میں سے چند حدیثیں یہاں بھی پیش کی جاتی ہیں:

(۱) بے شمار لوگوں کی مغفرت: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، فرماتی ہیں کہ میں نے ایک رات نبی کریم ﷺ کو اپنے بستر پر نہ پایا، تو میں آپ ﷺ کی تلاش میں نکلی، تو میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ بقیع (مدینہ طیبہ کے قبرستان) میں ہیں، آپ ﷺ نے (مجھے دیکھ کر) ارشاد فرمایا: کیا تو یہ اندیشہ رکھتی ہے کہ اللہ اور اس کا رسول تیرے ساتھ بے انصافی کرے گا؟ (یعنی میں تیری باری میں کسی دوسری بیوی کے پاس چلا جاؤں گا؟) میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مجھے یہ خیال ہوا کہ آپ اپنی کسی دوسری بیوی کے پاس تشریف لے گئے ہوں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ جل جلالہ شعبان کی پندرہویں شب میں آسمانِ دنیا پر نزول فرماتے ہیں اور قبیلۂ بنو کلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد سے زیادہ لوگوں کی مغفرت فرماتے ہیں۔(سنن الترمذي:۱/۱۵٦، سنن ابن ماجه:۹۹)

فـائدہ: بنوکلب عرب کا **ایک قبیلہ** تھا، عرب کے تمام قبائل سے زیادہ اس کے پاس بکریاں ہوتی تھیں۔(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح:۳۳۹/۳)

(۲) صبح تک اللہ تعالیٰ کی ندا: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے **(ایک ضعیف روایت)** مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب نصف شعبان (پندرہویں شعبان) کی رات آجائے ،توتم اس رات میں قیام کرواور اس کے دن (پندرہویں تاریخ) کا روزہ رکھا کرو؛اس لیے کہ اس رات میں اللہ جل جلالہ سورج غروب ہونے سے **طلوعِ فجر تک** قریب کے آسمان پر نزول فرماتے ہیں اور ارشاد فرماتے ہیں کہ کیا ہے کوئی مجھ سے مغفرت طلب کرنے والا جس کی میں مغفرت کروں؟ کیا ہے کوئی مجھ سے رزق کا طالب کہ میں اس کو رزق عطا کروں؟ کیا ہے کوئی کسی مصیبت یا بیماری میں مبتلا کہ میں اس کو عافیت عطا کروں؟ کیا ہے کوئی ایسا؟ کیا ہے کوئی ایسا؟ اللہ سبحانہ وتعالیٰ برابر یہ آواز دیتے رہتے ہیں؛ یہاں تک کہ سورج طلوع ہوجاتا ہے۔(سنن ابن ماجہ:۹۹،شعب الایمان:۳۷۸/۳،رقم:۳۸۲۲)

(۳) کن لوگوں کی مغفرت نہیں ہوتی: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **إِنَّ اللّٰهَ لَيَطَّلِعُ فِيْ لَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَيَغْفِرُ لِجَمِيْعِ خَلْقِهٖ إِلَّا لِمُشْرِكٍ أَوْ مُشَاحِنٍ.** (سنن ابن ماجہ:۹۹،شعب الایمان :۳۸۲/۳)

ترجمہ: بے شک اللہ جل جلالہ جھانکتے ہیں،یعنی متوجہ ہوتے ہیں نصف شعبان کی رات میں، پس اپنی تمام مخلوق کی مغفرت فرمادیتے ہیں،سوائے مشرک اور کینہ رکھنے والے کے۔

اَہم فائدہ: حدیث شریف میں آئے ہوئے لفظ **"مشاحن"** کی **ایک تفسیر** اس بدعتی سے بھی کی گئی ہے جو مسلمانوں کی جماعت سے الگ راہ اپنائے۔(مسند ابن راھویہ:۹۸۱/۳،حاشیہ ابن ماجہ:۹۹)

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کی روایت میں ''زانیہ'' بھی آیا ہے (یعنی زنا

کرنے یا کرانے والی، بدکاری کرنے یا کرانے والی)۔

اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ایک روایت میں ”رشتہ داری توڑنے والا، ٹخنوں سے نیچے ازار لٹکانے والا، ماں باپ کا نافرمان، اور شراب کا عادی“ بھی آیا ہے۔

اور بعض روایات میں عشّار، ساحر، کاہن، عرّاف اور طبلہ بجانے والا بھی آیا ہے۔

شبِ براءت کی عمومی مغفرت سے محروم چودہ (۱۴) قسم کے آدمی:

گویا احادیث شریفہ سے یہ بات معلوم ہوئی کہ عام مغفرت کی اس مبارک رات میں بھی چودہ (۱۴) قسم کے آدمیوں کی مغفرت نہیں ہوتی؛ لہٰذا ان لوگوں کو اپنے احوال کی اصلاح کرنی چاہیے :(۱) مشرک، کسی بھی قسم کے شرک میں مبتلا ہو۔ (۲) بغیر کسی شرعی وجہ کے کسی سے کینہ اور دشمنی رکھنے والا۔ (۳) اہل حق کی جماعت سے الگ رہنے والا۔ (۴) زانی وزانیہ (زنا کرنے والے مرد وعورت)۔ (۵) رشتہ داری توڑنے والا۔ (۶) ٹخنوں سے نیچے اپنا کپڑا (ازار وغیرہ) لٹکانے والا۔ (۷) ماں باپ کی نافرمانی کرنے والا۔ (۸) شراب یا کسی دوسری چیز کے ذریعے نشہ کرنے والا۔ (۹) اپنا یا کسی دوسرے کا قاتل (۱۰) جبراً ٹیکس وصول کرنے والا۔ (۱۱) جادوگر۔ (۱۲) ہاتھوں کے نشانات وغیرہ دیکھ کر غیب کی خبریں بتانے والا۔ (۱۳) ستاروں کو دیکھ کر یا فال کے ذریعے خبر دینے والا۔ (۱۴) طبلہ اور باجا بجانے والا۔ (شعب الایمان: ۳/ ۳۸۲ ۔ ۳۸۳، الترغیب والترھیب: ۲/ ۷۳، مظاہر حق جدید: ۲/۲۲۱۔۲۲۲)

(۴) پانچ راتوں میں دعا رد نہیں ہوتی: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ: پانچ راتوں میں دعا رد نہیں ہوتی، (ضرور قبول ہوتی ہے) جمعہ کی رات، ماہِ رجب کی پہلی رات، نصف شعبان کی رات، عیدین کی راتیں۔ (شعب الایمان: ۳/ ۳۴۲، رقم: ۳۷۱۳)

شبِ براءت میں عبادت وجوبِ جنت کا ذریعہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص پانچ راتوں میں اللہ کی عبادت کرلے، تو جنت اس کے لیے واجب ہوجاتی ہے۔(۱) آٹھویں ذی الحجہ کی رات۔(۲) نویں ذی الحجہ کی رات، جس کو عرفہ کی رات کہتے ہیں۔(۳) عیدالفطر کی رات۔(۴) عیدالاضحیٰ کی رات۔(۵) پندرہویں شعبان کی رات، جس کو شبِ براءت کہتے ہیں۔(حلیة الأولیاء، رقم: ۳۷۶)

شبِ براءت اکابرین اُمت کی نظر میں:

☆......جلیل القدر تابعی حضرت عطاء بن یسار رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''لَیۡلَةُ الۡقَدۡرِ کے بعد شعبان کی پندرہویں رات سے زیادہ افضل کوئی رات نہیں''۔(لطائف المعارف لابن رجب: ۱۵۱)

☆......حضرت کعب بن ماتع یعنی کعبِ احبار رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

نصف شعبان کی شب یعنی شبِ برأت کو اللہ جل جلالہ جبرئیل علیہ السلام کو جنت میں بھیجتا ہے وہ اُسے حکم دیتے ہیں کہ آراستہ ہو، اور کہتے ہیں کہ آج کی رات اللہ تعالیٰ نے آسمان کے ستاروں اور دنیا کے شب وروز کے برابر لوگوں کو آزاد کیا ہے۔(نزهة المجالس: ۳۱۸)

☆......علامہ ابن رجب حنبلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ''اہل شام کے تابعین حضرات مثلاً امام خالد بن معدان، امام مکحول، امام لقمان بن عامر وغیرہ شعبان کی پندرہویں رات کی تعظیم کرتے تھے اور (حدِ شرعی میں رہ کر) اس رات میں خوب محنت سے عبادت فرماتے تھے، انہی حضرات سے لوگوں نے شبِ براءت کی فضیلت کو لیا ہے''۔(لطائف المعارف : ۱۵۱)

☆......حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ''ہمیں یہ بات پہنچی ہے، کہا جاتا تھا کہ پانچ راتوں میں دعا (زیادہ) قبول ہوتی ہے: (۱) جمعہ کی رات۔(۲) عیدالاضحیٰ کی رات۔(۳) عیدالفطر کی رات۔(۴) رجب کی پہلی رات۔(۵) نصف شعبان کی رات (یعنی شب

براءت)، میں نے ان راتوں کے متعلق جو بیان کیا ہے، اسے مستحب سمجھتا ہوں، فرض نہیں سمجھتا"۔(كتاب الأم للشافعي: ١ / ٢٣١ ، السنن الكبرى للبيهقي: ٣١٩/٣)

نوٹ: ماہِ رجب کی پہلی رات؛ بلکہ پورے ماہ کے مختصر اور ضروری احکام و مسائل کے لیے احقر کی کتاب **"تحفۂ رجب المرجب"** کا مطالعہ و ملاحظہ بھی کیا جائے، ان شاء اللہ فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔ (محمد سلمان الخیر نعیمی قاسمی)

☆......علامہ زین الدین بن ابراہیم الشہیر بابن نجیم مصری حنفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"رمضان کی آخری دس راتوں میں، عیدین کی راتوں میں، ذوالحجہ کی دس راتوں میں، شعبان کی پندرہویں رات میں شب بیداری کرنا مستحبات میں سے ہے، جیسا کہ احادیث میں آیا ہے اور علامہ منذری رحمہ اللہ تعالیٰ نے انہیں الترغیب والترہیب میں مفصلاً بیان کیا ہے"۔(البحر الرائق: ٥٦/٢)

☆......امام العصر آیۃ من آیات اللہ علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "یہ رات لیلۃ البرأت ہے، اور اس لیلۃ البراءت کی فضیلت کے بارے میں روایات صحیح ہیں"۔(العرف الشذي: ٢٥٠/٢)

☆......حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"شبِ براءت کی اتنی اصل ہے کہ پندرہویں رات اور پندرہواں دن اس مہینے کا بہت بزرگی اور برکت کا ہے"۔(بہشتی زیور: حصۂ ششم، ٥٨)

☆......شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم فرماتے ہیں:

"شبِ براءت کی فضیلت میں بہت سی روایات مروی ہیں، جن میں سے بیشتر علامہ سیوطی علیہ الرحمہ نے "الدر المنثور" میں جمع کردی ہیں،....ان روایات کے ضعف کے باوجود شبِ براءت میں اہتمامِ عبادت بدعت نہیں، اول تو اس لیے کہ روایات کا تعدد اور ان کا مجموعہ اس

پر دال ہے کہ لیلۃ البراءت کی فضیلت بے اصل نہیں ہے، دوسرے اُمت کا تعامل لیلۃ البراءت میں بیداری اور عبادت کا خاص اہتمام کرنے کا رہا ہے، اور یہ بات کئی مرتبہ گذر چکی ہے کہ جو بھی ضعیف روایت مؤید بالتعامل ہے وہ مقبول ہوتی ہے؛ لہٰذا لیلۃ البراءت کی فضیلت ثابت ہے اور ہمارے زمانے کے بعض ظاہر پرست لوگوں نے احادیث کے محض اسنادی ضعف کو دیکھ کر لیلۃ البراءت کی فضیلت کو بے اثر قرار دینے کی جو کوشش کی ہے وہ درست نہیں''۔ (درسِ ترمذی: ۵۷۹/۲)

شبِ برأت کو ظاہر کرنے اور شبِ قدر کو مخفی رکھنے پر لطیفہ:

علامہ عبدالرحمٰن صفوی شافعی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے شبِ برأت کو ظاہر کیا ہے ؛ کیونکہ وہ قضا اور حکمِ الٰہی کی شب ہے، اُسی میں اجلین (یعنی موت وحیات) لکھ لی جاتی ہیں اور اعمال اٹھالیے جاتے ہیں اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ چار راتیں ہیں کہ اللہ جل جلالہ اُن میں خیر کو بہا دیتا ہے: (۱) شبِ برأت (۲) شبِ عید الفطر (۳) شبِ عید الاضحیٰ اور (۴) شبِ عرفہ۔ اور شبِ قدر کو اللہ تعالیٰ نے مخفی (پوشیدہ وغیر متعین) رکھا ہے؛ کیونکہ وہ رحمت اور جہنم سے آزادی ملنے کی شب ہے، پس اُسے مخفی رکھ لیا ہے تاکہ لوگ اُس پر بھروسہ کر کے نہ بیٹھ جائیں۔

علامہ نسفی رحمہ اللہ کی رائے گرامی یہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے شب قدر کو اس لیے مخفی (پوشیدہ) کیا ہے تاکہ تمام مہینہ بھر لوگ مجاہدہ میں لگے رہیں اور اسی طرح جمعہ کی ساعت اجابت دعا (قبولیتِ دعاء کے مخصوص لمحے) کا معاملہ ہے اور اسمائے حسنیٰ میں سے اپنے اسم اعظم کو مخفی رکھا ہے تاکہ ہم خدا کے تمام نام لے کر دعا کیا کریں اور ولی کو مخفی رکھا ہے تاکہ کسی مسلمان کی حقارت نہ ہو اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے تین چیزوں کو تین چیزوں میں مخفی کر دیا ہے، اپنی رضا کو اپنی طاعت (اطاعت وفرمانبرداری) میں، تاکہ طاعت (یعنی نیکی) میں سے کوئی چیز حقیر نہ سمجھی جائے۔ اور اپنے غضب کو اپنی معصیت (نافرمانی وگناہ) میں، تاکہ معصیت میں سے کسی کو کوئی حقیر نہ سمجھے۔ اور اپنے

ولی کو اپنی مخلوق میں چُھپا دیا ہے تا کہ تم کسی کی تحقیر نہ کرو (یعنی کسی کو حقیر و ذلیل اور اپنے سے کمتر نہ سمجھو)۔

(نزهة المجالس:۳۱۷)

شبِ براءت میں کیا کیا جائے؟

ان احادیث شریفہ اور اقوالِ سلف وخلف سے یہ بات معلوم ہوئی کہ **شبِ براءت ایک بابرکت** اور عظمت والی رات ہے، اگرچہ شبِ براءت کے متعلق ذخیرۂ احادیث میں جتنی حدیثیں آئی ہیں، وہ سب کمزور ہیں، ان کی سند محدثین کے اصول کے مطابق صحیح نہیں؛ مگر چونکہ یہ متعدد حدیثیں ہیں اور مختلف حضرات صحابہ کرامؓ (مثلاً حضرت ابوبکر صدیق، علی بن ابی طالب، معاذ بن جبل، ابوموسی اشعری، عبداللہ بن عمرو بن العاص، ابوثعلبہ خشنی، عثمان بن ابی العاص اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم اجمعین وغیرہم) سے مختلف سندوں سے روایت کی گئی ہیں؛ اس لیے یہ روایات کم از کم **"حسن لغیرہ"** کے درجے میں ہیں؛ اسی لیے بعض موافق ومخالف اکابر محدثین نے کہا ہے کہ اس کی کوئی نہ کوئی بنیاد ہے؛ چنانچہ مشہور غیر مقلد محدث علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: **اِعْلَمْ انَّهٗ قد وَرَدَ فی فضیلةِ لیلةِ النّصفِ من شعبان عدةُ احادیث مجموعُها یَدُلُّ علی اَنَّ لَهَا اَصْلاً،** پھر چند احادیث نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: **فهٰذه الاحادیث بِمَجْمُوْعِهَا حُجَّةٌ علی من زَعَمَ انَّهٗ لم یَثْبُتْ فی فضیلةِ لیلةِ النّصفِ من شعبانَ شَیْءٌ**۔ (تحفة الأحوذي:۳/۳۶۵باب ماجاء فی لیلة النصف من شعبان)

یعنی یہ تمام حدیثیں مجموعی اعتبار سے اس شخص کے خلاف حجت ہیں جس نے گمان کیا کہ پندرہویں شعبان کی رات (شبِ براءت) کی فضیلت کے سلسلے میں کوئی چیز ثابت نہیں ہے۔

اسی وجہ سے اکثر بلادِ اسلامیہ کے دین دار حضرات اور ان کے حلقے ہر زمانے میں

اس رات کے اندر عبادت، دعا اور استغفار نیز اس کی فضیلت سے فائدہ اٹھانے کا خصوصی اہتمام کرتے آئے ہیں، اس خاص موقع پر کن کاموں کو کس طریقے پر کرنا چاہیے اور کن اُمور سے بچنا چاہیے؟ ذیل میں ان کو اختصار کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے:

(ا) شبِ براءت میں عبادت کریں:

اس سلسلے میں چند باتیں پیش نظر رہنی ضروری ہیں:

(الف) نفلی عبادت تنہائی میں اور اپنے گھر میں ادا کرنا افضل ہے؛ لہٰذا شبِ برأت کی عبادت بھی گھر میں کریں، مسجد میں نہیں، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: **اِجْعَلُوْا فِيْ بُيُوْتِكُمْ مِنْ صَلاتِكُمْ وَلاَ تَتَّخِذُوْهَا قُبُوْرًا.** (صحيح البخاري: ۱/۱۵۸)

ترجمہ: اپنی نماز کا کچھ حصہ اپنے گھروں میں بناؤ، یعنی نوافل گھر میں ادا کرو اور ان کو قبرستان نہ بناؤ کہ قبرستان میں نماز نہیں پڑھی جاتی۔ (تحفة القاري: ۳/۵۰۷)

(ب)...... اس رات میں (اسی طرح شبِ قدر میں بھی) عبادت کا کوئی خاص طریقہ مقرر نہیں؛ ذکر و تلاوت، نفل نماز، صلوۃ التسبیح وغیرہ کوئی بھی عبادت کی جاسکتی ہے۔

(ج)...... اپنی ہمت اور طاقت کے مطابق عبادت کرنی چاہیے، اتنا بیدار رہنا صحیح نہیں ہے کہ آدمی بیمار ہوجائے یا فجر کی نمازِ باجماعت متأثر ہوجائے۔

(د)...... پورے سال فرض نماز کا اہتمام کیا جائے، صرف شبِ براءت میں نفلی عبادت کر کے اپنے کو جنت کا مستحق سمجھنا باطل خیال ہے، یوں اللہ تعالیٰ مختارِ کل اور قادرِ مطلق ہے جس کو چاہے معاف کرسکتا ہے۔

(ہ)...... بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ اس رات میں **ایک** مخصوص **طریقے** سے دو رکعت نماز پڑھ لی جائے تو جو نمازیں قضا ہو گئیں وہ سب معاف ہو جائیں گی، یہ **بات بالکل** بے اصل ہے۔

(و)...... **شبِ براءت** میں فضول **گپ شپ** میں **شب** بیداری کرنا، گلیوں، چوراہوں اور ہوٹلوں میں وقت گذارنا بالکل بے سود؛ بلکہ ''**نیکی برباد** گناہ لازم'' کا مصداق ہے۔

(۲) قبرستان جانے کا مسئلہ: حدیث شریف گذر چکی ہے کہ حضرت اقدس جناب نبی کریم ﷺ اس رات میں قبرستان تشریف لے گئے؛ **مگر** واضح رہے کہ نبی کریم ﷺ کا یہ عمل اس قدر خفیہ تھا کہ آپ نے اپنی زوجۂ محترمہ ومطہرہ حضرت عائشہ **صدیقہ** رضی اللہ عنہا سے بھی اپنے جانے کو مخفی رکھا اور کسی بھی صحابی کو اپنے ساتھ نہیں لے گئے اور بعد میں بھی کسی کو اس عمل کی ترغیب دینا **ثابت** نہیں؛ بلکہ خود اس **ایک** مرتبہ سے زائد آپ بھی تشریف نہیں لے گئے؛ اس لیے ہر سال **شبِ برأت** میں اکیلے، یا ٹولیوں کی شکل میں **قبرستان جانا**، اس کو **شبِ براءت** کا **جزوِ** لازم سمجھنا، راستوں میں **چراغاں** اور روشنی کا اہتمام کرنا، اور ہر سال جانے کو ضروری سمجھنا، یہ دین میں زیادتی اور غلو ہے؛ کبھی کبھار بغیر کسی اہتمام اور پابندی کے قبرستان جانا چاہیے، زندگی میں **ایک** مرتبہ جانے سے بھی اس **حدیث پاک** پر عمل کافی ہو سکتا ہے۔

(۳) پندرہویں تاریخ کو روزہ رکھنا: حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مندرجہ **بالا روایت** پر عمل کرتے ہوئے اُمت میں پندرہویں **تاریخ** کے روزہ **رکھنے** کا معمول رہا ہے؛ اگرچہ **باتفاقِ** محدثین وہ **حدیث** انتہائی ضعیف ہے، اور پھر اس سلسلہ میں **ایک** لمبی چوڑی بحث کی بھی ضرورت محسوس کی گئی، جو **ایک** انتہائی اہم اور علمی گفتگو ہے جو اہل علم وفن کے کام کی چیز ہے؛ **مگر چونکہ** ہمارا اولین مخاطب مسلمانوں کا عمومی طبقہ ہے، اور ان کے سامنے اس گفتگو کو رکھنا، ان کو اُلجھن میں ڈالنے ہے، ہم

اس کو کسی اور موقع پر اہل علم کی خدمت میں پیش کریں گے، ان شاءاللہ، اگر چہ ہم سابقہ صفحات میں اس پر مختصر لکھ بھی آئے ہیں، پھر بھی اگر کوئی دیکھنا چاہے تو تفصیل کے لیے دیکھئے: (فتح المغیث: ۶۸/۲، باب تحمل الاجازة، اللآلی المصنوعة: ۲۱۸/۱، تدریب الراوي: ۲۹۸/۱)

بس اس کا خلاصہ یاد رکھیں کہ پندرہویں شعبان کے روزے کو نہ تو سنت قرار دینا مناسب ہے اور نہ بدعت؛ البتہ بعض اہل افتاء کی رائے کی بنا پر زیادہ سے زیادہ مستحب کہا جاسکتا ہے۔

اس لیے کہ اصل طریقہ تو یہ ہے کہ ماہِ شعبان کے اکثر حصے کے روزے رکھے جائیں، یہ بھی نہ ہو سکے تو ماہِ شعبان کے نصف اول کے روزے رکھے جائیں، یہ بھی نہ ہو سکے تو ایامِ بیض (۱۳/۱۴/۱۵/ شعبان) کے روزے رکھے جائیں اور اتنا بھی نہ ہو سکے تو کم از کم پندرہ شعبان کا روزہ رکھ لے، یہ روزہ بھی ان شاءاللہ موجب اجر ہوگا۔

شبِ براءت کی خرافات:

مندرجہ بالا تین اعمال شبِ براءت سے متعلق ہیں، ان کے علاوہ دیگر تمام اعمال خلافِ سنت، بدعات وخرافات اور بے اصل ہیں، جن کی شریعتِ اسلامیہ میں قطعاً گنجائش نہیں، مثلاً:

(۱) آتش بازی: ان بدعات وخرافات میں سب سے بدترین اور ملعون رسم ''آتش بازی'' ہے، جو آتش پرستوں اور کفار ومشرکین کی نقل ہے، اس شیطانی رسم میں ہر سال مسلمانوں کی کروڑوں کی رقم اور گاڑھی کمائی آگ میں جل جاتی ہے، بڑی دھوم دھام سے آگ کا یہ کھیل کھیلا جاتا ہے، گویا ہم خدائے تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی نیازمندی اور عبادت واستغفار کا تحفہ پیش کرنے کے بجائے اپنے پٹاخے اور آگ پیش کرتے ہیں۔ واضح رہے کہ آتش بازی کی یہ بدترین رسم: اسراف وفضول خرچی، کفار ومشرکین کی مشابہت، دوسروں کو تکلیف دینا، جیسے بڑے بڑے گناہوں کا مجموعہ ہے۔

(۲) چراغاں کرنا: شبِ براءت کے موقع پر بعض لوگ گھروں، مسجدوں اور قبرستانوں میں چراغاں کرتے ہیں، یہ بھی اسلامی طریقے کے خلاف ہے اور غیر مسلموں کے تہوار دیوالی کی نقل اور مشابہت ہے۔

شبِ براءت میں نمائش کرنے کا موجد وبانی کون ہے؟ علامہ محمود بدرالدین عینی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ: چراغاں کی رسم کا آغاز یحییٰ بن خالد برمکی سے ہوا ہے، جو اصلاً آتش پرست تھا، جب وہ اسلام لایا تو اپنے ساتھ یہ آگ اور چراغ کی روشنی بھی لایا، جو بعد میں مسلم سوسائٹی میں داخل ہوگئی اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ اس کو مذہبی رنگ دے دیا گیا۔(عمدة القاري: ۱۱/۱۱۷)

اسی طرح غیر مسلموں کے ساتھ میل جول کی وجہ سے یہ رسم ہم نے اسلام میں داخل کرلی اور غیروں کی نقالی کرنے لگے، جب کہ غیروں کی نقل ومشابہت پر سخت وعید آئی ہے کہ ایسے آدمی کا حشر غیروں ہی کے ساتھ ہوگا۔(مشكوة المصابيح: ۳۷۵ عن أبي داؤد)

(۳) حلوہ پکانا: شبِ براءت میں بعض لوگ حلوہ بھی پکاتے ہیں؛ حالانکہ اس رات کا حلوے سے کوئی تعلق نہیں، آیاتِ کریمہ، احادیث شریفہ صحابۂ کرام کے آثار، تابعین وتبع تابعین کے اقوال اور بزرگانِ دین کے عمل میں کہیں اس کا تذکرہ اور ثبوت نہیں، اصل بات یہ ہے کہ شیطان نے یہ سوچا کہ اس رات میں عبادت واستغفار کے ذریعے اللہ تعالیٰ لاتعداد لوگوں کی مغفرت فرمائے گا اور ان کی نیکیوں میں اضافہ ہوگا تو مجھ سے یہ بات کیسے برداشت ہوگی؛ اس لیے اس نے مسلمانوں کو ان خرافات میں پھنسا کر سنت طریقے سے دور کردیا۔

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ نبیِ اکرم ﷺ کے دندانِ مبارک جب شہید ہوئے تھے تو آپ ﷺ نے حلوہ نوش فرمایا تھا، یہ بات بالکل من گھڑت اور بے اصل ہے، نبیِ اکرم ﷺ کے دندانِ مبارک

غزوۂ اُحد میں شہید ہوئے تھے اور غزوۂ اُحد ماہِ شوال میں پیش آیا تھا، جب کہ حلوہ شعبان میں پکایا جاتا ہے، دانت ٹوٹنے کی تکلیف ماہِ شوال میں اور حلوہ کھایا گیا دس مہینے بعد شعبان میں، کس قدر بے ہودہ اور باطل خیال ہے۔ اور ایک بات یہ بھی تو توجہ کی ہے کہ اے حلوہ خوروں! تمہیں حلوہ کھانا تو یاد رہا، دانت شہید کرانا یاد نہیں رہا، جاؤ پہلے کہیں تلواروں کے سایہ میں دانت شہید کرا کے تو دیکھو، کھانا تو خوب یاد رہتا ہے، حق پر چلنا، حق پر جینا اور حق ہی پر مرنا یاد نہیں رہتا۔

کی محمد (ﷺ) سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں　　　یہ جہاں چیز ہے کیا، لوح و قلم تیرے ہیں

(۴) گھروں کا لیپنا پوتنا، نئے کپڑے بدلنا اور اگربتی وغیرہ جلانا: اسی طرح بہت سے لوگ شبِ براءت کے موقع پر گھروں کی لیپائی، پوتائی اور نئے کپڑوں کی تبدیلی کا اہتمام بھی کرتے ہیں، نیز گھروں میں اگربتی جلاتے ہیں، اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اس رات میں (**نعوذ باللہ**) مردوں کی روحیں گھروں میں آتی ہیں ان کے استقبال میں ہم ایسا کرتے ہیں، یہ عقیدہ بالکل فاسد اور مردود ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم: ۴۶۹/۵)

یہ عقیدہ رکھنا جائز نہیں؛ لہٰذا ان بدعتوں سے بھی احتراز لازم ہے، یہ "شیطان اور بدعت اینڈ کمپنی" کے بوئے ہوئے کانٹے اور لگائے ہوئے پودے ہیں۔

(۵) مسور کی دال پکانا: یہ بھی بے ہودہ رسم ہے، شیطان اور بدعت اینڈ کمپنی کا بویا ہوا دونوں جہانوں میں ستانے والا اور ابدی ناکامی مقدر کرانے والا بیج ہے۔

(۶) چھٹی کرنا: بہت سے لوگ پندرہویں شعبان کی چھٹی بھی ضروری سمجھتے ہیں، شنیدم کہ بعض مدارس و مکاتب والے بھی ایسا ہی کرنے لگے ہیں، ذمہ دارانِ مدارس و مکاتب، اور اساتذہ کو چاہیے کہ وہ بھی اس دن کی جمعہ یا عیدین کی طرح چھٹی نہ کریں؛ کیونکہ تعطیل

کرنے سے بچے اور دیگر لوگ بھی یہ سمجھتے ہیں کہ شاید یہ کوئی تہوار ہے۔

(۷) جلسے، جلوس اور اجتماعات: بہت سے علاقوں میں یہ بھی ایک غلط طریقہ چل پڑا ہے کہ خاص شبِ براءت ہی میں جلسے اور اجتماعات رکھے جاتے ہیں، اور یہ سمجھا جاتا ہے کہ اس طرح شب بیداری کرنے سے ہمیں شبِ براءت کی فضیلت حاصل ہو جائے گی، بعض جگہ مسجدوں میں یہ مبارک رات بیان بازی کی نظر ہو جاتی ہے، اور مسجد میں دیر تک ایک شور و شغب رہتا ہے، یاد رہے کہ یہ عبادت کی رات ہے، بیانات کرنے یا سننے کی نہیں، پورے سال آپ نے جو بیانات سنے ہیں، جو دین کی باتیں سنی ہیں، ان پر عمل کرنے کی رات ہے، محض جاگنا مطلوب و محمود نہیں ہے؛ بلکہ عبادت میں مشغول رہ کر جاگا جائے تو اس رات کی کچھ برکات میسر آسکتی ہیں، اور اگر لوگوں کو اس رات کے احکام و مسائل اور رسومات وخرافات سے آگاہ کرنا مقصود ہو، تو وہ ایک، آدھ دن پہلے بھی ہوسکتا ہے، اس کے لیے خاص اسی رات کو متعین کر لینا بھی قابلِ ترک عمل ہے۔

غرض یہ اور اس طرح کی دیگر تمام رسمیں خرافات اور بے اصل ہیں، جن کا دین سے کوئی تعلق نہیں؛ لہٰذا ان چیزوں سے احتراز لازم ہے، ہماری کامیابی نبی کریم ﷺ کی اتباع میں ہی مضمر ہے، نبیٔ اکرم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے: **كُلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أَبَى، قَالُوا: وَمَنْ يَأْبَى؟ قَالَ: مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ أَبَى.** (صحيح البخاري: ۱۰۸۱/۲، حديث: ۷۲۸۰)

ترجمہ: میری اُمت کا ہر ہر فرد جنت میں داخل ہوگا؛ مگر جو انکار کرے گا اور بات نہیں مانے گا وہ جنت سے دور رہے گا، صحابۂ کرامؓ نے سوال کیا کہ یارسول اللہ! انکار کون کرسکتا ہے؟ ارشاد ہوا: جو شخص میری اطاعت وفرمانبرداری کرے گا، وہ جنت میں داخل ہوگا اور جو نافرمانی کرے گا اس نے گویا انکار کر دیا، جس کی وجہ سے وہ جنت سے محروم رہے گا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اتباعِ شریعت وسنت کی توفیق سے مالا مال فرمائے۔ آمین.

شبِ برأت میں پڑھنے کی ایک مسنون وماثور دعا:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ایک طویل روایت میں ہے کہ میں نے اس رات (نفل) نماز کے سجدہ میں آنحضرت ﷺ کو یہ دعا مانگتے ہوئے سنا:

أَعُوذُ بِعَفْوِكَ مِنْ عِقَابِكَ وَأَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَأَعُوذُبِكَ مِنْكَ جَلَّ وَجُهُكَ لَاأُحْصِيُ ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ۔

(رواه البيهقي في الدعوات الكبير:۳۸۳/۲، ۳۸۴، والنسائي)

''تیرے غصہ سے تیری رضا مندی کی پناہ لیتا ہوں اور تیرے عقاب سے تیرے درگزر کرنے کی پناہ لیتا ہوں اور تجھ سے تیری ہی پناہ مانگتا ہوں، برتر ہے تو، میں تیری تعریف پوری نہیں کرسکتا تو ویسا ہی ہے جیسے تو نے اپنی تعریف کی ہے''۔

پھر جب صبح ہوئی تو میں نے اس دعا کا آپ سے ذکر کیا۔ اس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''اے عائشہ! اس کو سیکھ لے اور دوسروں کو بھی سکھادے؛ کیونکہ یہ دعا جبرئیل علیہ السلام نے مجھ کو سکھائی ہے اور کہا ہے کہ اسے سجدہ میں بار بار پڑھوں''۔

شبِ براءت کی اہمیت سے متعلق دو اہم واقعات:

علامہ عبدالرحمٰن صفوی شافعی علیہ الرحمہ اپنی مشہور ومعروف کتاب "نزهة المجالس" میں "روض الأفكار" کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک پہاڑ پر گذر ہوا، تو انہیں اس پر ایک بڑا سفید پتھر نظر آیا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کی بناوٹ اور خوبصورتی کی بنا پر اس کے چاروں طرف پھرتے تھے اور تعجب کرتے تھے (کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے کاریگری کا کیسا شاندار کرشمہ

دکھایا ہے) اللہ جل جلالہ نے اُن کے پاس وحی بھیجی کہ کیا آپؑ چاہتے ہیں کہ اس سے بھی عجیب چیز آپ پر ظاہر کروں، انہوں نے عرض کیا: جی ہاں! پس وہ پتھر پھٹ گیا اور اس میں سے ایک شخص سبز رنگ کا عصا ہاتھ میں لیے ہوئے نکل آیا اور اس کے پاس انگور کا ایک درخت (یا گچھّا) تھا، وہ کہنے لگے کہ مجھے روزانہ یہ رزق ملتا ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس سے پوچھا کہ تو اس پتھر میں کب سے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہے، اُس نے جواب دیا کہ چار سو (۴۰۰) سال سے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہ سن کر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: اے میرے رب! میرا گمان ہے کہ آپ نے اس سے افضل (اور حیرت انگیز) کوئی مخلوق نہ پیدا کی ہوگی، ارشاد ہوا کہ جو شخص اُمتِ محمدیہ میں سے نصفِ شعبان کی رات (یعنی شبِ براءت) کو دو رکعتیں پڑھ لیتا ہے، وہ اس شخص کی چار سو سال کی عبادت سے افضل ہے، یہ سن کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام بولے: "کاش! میں اُمتِ محمدیہ میں سے ہوتا"۔ (نزهة المجالس: ۱/۳۱۶)

واقعۂ ہذا کی سند کا حال اگرچہ معلوم نہیں، لیکن عبرت و موعظت اور شبِ برأت کی عظمت شان اور اہمیت سمجھنے کے لیے چشم کشاں ہے۔

شبِ برأت کی اہمیت وفضیلت خلفا عن سلف متدوال چلی آرہی ہے، ہر دور اور ہر زمانہ کے اہل اللہ ومشائخ اور صلحاءِ اُمت اس شب میں قرآن وسنت کی پابندی کے ساتھ غیر معین ومشروط عبادات ومجاہدات کا اہتمام کرتے آئے ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے بھی اس شبِ مقدس میں اپنے بندوں پر خصوصی انعامات وعنایات کے ساتھ غفاری وستاری کا معاملہ فرمایا ہے، ذیل میں نقل کردہ واقعہ (کی سند پر اگرچہ کلام ہے، لیکن یہ) اس کا بیّن ثبوت ہے۔

علامہ عبدالرحمٰن صفوی شافعیؒ نے لکھا ہے کہ: حضرت مالک ابن دینار رحمہ اللہ سے اُن کے توبہ تائب ہوجانے کا سبب پوچھا گیا تو انہوں نے بیان کیا کہ میں شراب پیا کرتا تھا اور میری ایک چھوٹی سی لڑکی تھی جو میرے سامنے سے شراب پھینک دیا کرتی تھی جب وہ دو (۲) برس کی ہوئی تو اُس کا انتقال

ہوگیا، میرے دل کو اُس کا بڑا رنج ہوا، جب **"شب برأت"** ہوئی، تو میں نے (خواب میں) دیکھا، گویا کہ قیامت قائم ہے اور **ایک** بڑا بھاری اژدھا مُنھ کھولے ہوئے میرے در پے ہے، (یعنی میرے پیچھے لگا ہوا ہے) میں اُس سے بھاگا، پھر **ایک** بزرگ کو دیکھا جن سے خوش بو آرہی تھی میں نے اُن سے کہا: اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ آپ کو اپنی پناہ میں رکھے، مجھے بچائیے! وہ رَو دیے اور کہنے لگے میں تو ضعیف ہو رہا ہوں، لیکن ذرا جلدی کرو (یعنی تیز بھاگو) شاید اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کسی ایسے کو مقرر کردے جو تمھیں بچالے، میں بھاگتے بھاگتے دوزخ کے کنارے جا پہنچا، پھر مجھ سے کہا گیا: لوٹ، میں لوٹ پڑا اور اژدھا میرے پیچھے پیچھے چلا آتا تھا، یہاں **تک** کہ پھر میرا اُس ضعیف شخص پر گذر ہوا، میں نے کہا: مجھے بچا لیجیے! وہ بولا میں تو ضعیف ہو رہا ہوں، لیکن اس پہاڑ کی طرف دوڑ؛ کیونکہ اس میں مسلمانوں کی ودیعتیں (امانتیں) ہیں، اگر اس میں تمھاری کوئی ودیعت ہوگی تو ابھی تمھاری مدد کرے گی، پھر مجھے چاندی کا پہاڑ **نظر** پڑا جب میں اُس کے قریب گیا تو کسی فرشتہ نے پکار کر کہا: دروازے کھول دو، شاید اس کی کوئی ودیعت تمھارے پاس ہو اور وہ اُسے اُس کے دشمن سے بچالے، پس دروازے کھل گئے، دیکھتا کیا ہوں کہ میری لڑکی موجود ہے، اس نے داہنے ہاتھ سے تو مجھے پکڑا اور بایاں ہاتھ اژدہے کی طرف بڑھایا، اُس پر وہ اُلٹا بھاگ کھڑا ہوا، پھر (میری بیٹی) مجھ سے کہنے لگی: اے میرے باپ! کیا ابھی ایمان والوں کے لیے وہ وقت نہیں آیا ہے کہ اُن کے دل اللہ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی کے لیے پست ہو کر (پسیج کر) رہ جائیں۔ میں نے اُس سے پوچھا کہ کیا تو قرآن کو پہچانتی ہے، اُس نے کہا: ہاں! پھر میں نے اُس سے کہا: اچھا اس اژدھے کا حال بتا، اُس نے جواب دیا کہ یہ تمھاری بداعمالی ہے اور وہ ضعیف تمھارے نیک عمل تھے، وہ کہتے ہیں میری **آنکھ** جو کھلی، تو میں سہما ہوا تھا اُسی دم میں نے توبہ کی اور اللہ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی سے عہد کیا کہ اب ایسا نہ کروں گا۔ (نزھۃ المجالس: ۳۱۷، ۳۱۸)

یہاں اس واقعہ کے بیان کی غرض یہ ہے کہ اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ نے ان کے لیے توبہ کی جورات پسند کی وہ "شبِ برأت" تھی، اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ ہمیں بھی بدعات و خرافات سے محفوظ رکھ کر حدودِ شرع میں رہ

کر اس رات کی خیرات وبرکات سے متمتع ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

یاد رہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ کا انتقال ۱۳۱ھ میں ہوا ہے،اور انہوں نے حضرت انس بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ کو بھی پایا ہے۔عبداللہ ابن المبارکؒ نے کیا خوب کہا ہے:

مَابَالُ دِيْنِكَ تَرْضٰى اَنْ تُدَنِّسَهٗ وَثَوْبُكَ الدَّهْرَمَغْسُوْلٌ مِّنَ الدَّنَسِ

تَرْجُواالنَّجَاةَ وَلَمْ تَسْلُكْ طَرِيْقَتَهَا اِنَّ السَّفِيْنَةَ لَاتَجْرِىْ عَلَى الْيُبْسِ

مگر یاد رہے کہ یہ اور اس طرح کے دیگر نوافل پر ملنے والے بڑے بڑے اجر وثواب اس شخص ہی کو میسر آسکتے ہیں کہ جو پورے سال فرائض وواجبات کا بھی اہتمام کرتا رہا ہو۔

محدثِ جلیل فقیہِ نبیل اُستاذِ محترم حضرت مولانا مفتی سعید احمد پالن پوریؒ درسِ بخاری کے دوران جب اس طرح کی کسی فضیلت والی حدیث شریف سے گذرتے ،تو فرماتے کہ:

ان فضیلت والے دن ورات پر ملنے والے اجر وثواب کی مثال ایسی ہے کہ جیسے کسی مکان پر پلاستر یا پھر اس پر رنگ وروغن کرنا،جب مکان ہی نہ ہو تو پلاستر کس پر ہوگا،اور جب پلاستر ہی نہیں ہے تو پھر رنگ وروغن کس پر ہوگا،لہٰذا فرائض جو مطلوباتِ شرع ہیں،پہلے ان کی ادائیگی کا پورے سال ؛بلکہ پوری زندگی اہتمام کیا جائے،پھر ان فضائل والے نفلی کاموں اور عبادتوں پر عمل کیا جائے ،تو ان شاء اللہ یہ فوائد وفضائل حاصل ہوں گے،پورا سال لا اُبالی پن میں خلافِ شریعت گذارا جائے اور ان مقدس شب وروز میں نفلی عبادات کا خوب اہتمام کرلیا جائے ،اس طرح کماحقہ' ان فضائل وفوائد کو حاصل نہیں کیا جاسکتا،دراصل اس طرح کی یہ سوغات (آفر) اُن حضرات کے لیے ہیں کہ جو سارے سال قرآن وسنت اور فرائض وواجبات سے وابستہ ومنسلک رہے ہیں۔(افاداتِ شیوخ)

اور آج کل اس بات کو سمجھنا بالکل دشوار نہیں رہا کہ کمپنی اپنے اسی گراہک کو آفر دیتی ہے جو مستقل اور ریگولر اس سے جڑا ہوا رہے ہے،سال بھر اس سے لین دین یا اس کی اشیاء استعمال کرتا رہے ہے۔

دعا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ پوری اُمت کو صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور بدعت و خرافات سے حفاظت فرما کر اتباعِ سنت کے جذبے سے مالا مال فرمائے۔آمین ثم آمین.

احقر اختصار کے پیش نظر اس رسالہ کو اسی بحث پر ختم کرنا چاہتا ہے، زندگی نے وفا کی تو پھر کبھی اس موضوع پر تفصیلی کلام کا ارادہ ہے۔**واللّٰہ الموفق والمعین.** بارگاہِ ایزدی میں دست بہ دعاء ہوں کہ الٰہی !احقر الحقیر کی یہ حقیر سی خدمت ''تحفۂ شعبان'' بھی اپنے لطف وکرم سے قبول فرما لیجیے، اور اپنے بندوں اور بندیوں کو اس سے منتفع فرما کر میرے لیے اور میرے اساتذہ ومشائخ ، والدین مکرمین اور جملہ معاونین کے حق میں اس کو ذخیرۂ آخرت وذریعۂ نجات ومغفرت بنادیجیے۔آمین.

أحقرُ العباد وأصغرهم

محمد سلمان الخیر نعیمی سہارنپوری

خادم: جامعہ عربیہ احسن العلوم، بڈھا کھیڑہ کاتلہ، ضلع سہارنپور، یو۔ پی، الہند

یکم ررجب المرجب: ۱۴۴۲ھ، مطابق ۱۴ر فروری: ۲۰۲۱ء بروز یکشنبہ، بعد العشاء

☆......☆......☆

﴿دُعائے مَغفرت وایصالِ ثواب کی اَپیل﴾

قارئین کرام! چند ماہ قبل ہمارے محسن، مخلص، مشفق اور کرم فرمادوست جناب ڈاکٹر محمد ارشد انصاری صاحب کے والد گرامی قدر جناب **حاجی محمد اصغر صاحب** قضائے الٰہی کے نتیجہ میں اس دارِ فانی سے دارِ باقی کی طرف کوچ فرما گئے ہیں، **انا للّٰہ وانا الیہ راجعون.** اس لیے آپ تمام ہی حضرات سے ان کے حق میں خصوصاً اور جملہ اہلِ ایمان کے حق میں عموماً دُعائے مغفرت اور حسب موقع ایصالِ ثواب کی درخواست اور اپیل ہے۔(غمگسار محمد سلمان الخیر نعیمی قاسمی)

TOHFA-E-SHABAN

مؤلف محترم کی اہم تصانیف
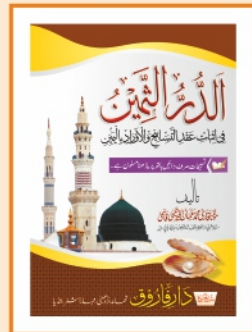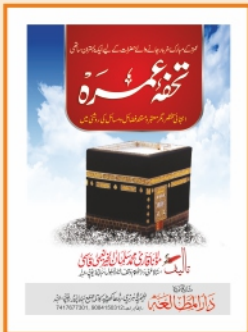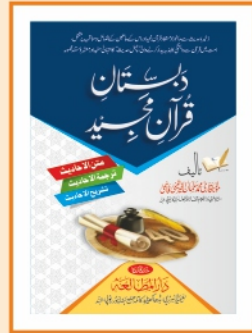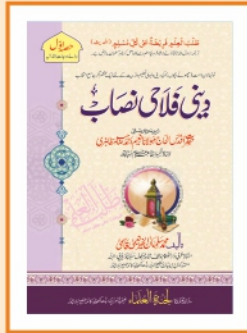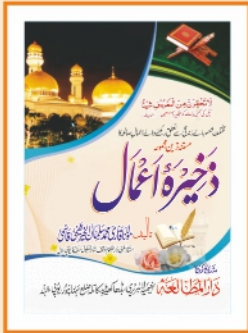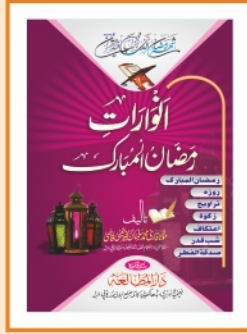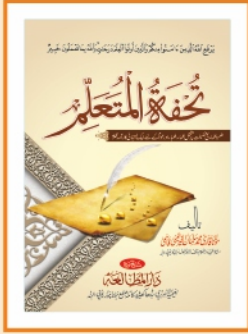
ہماری تمام کتابیں حاصل کرنے کے لئے رابطہ کریں۔

LAJNAT-UL-ULAMA
Naimiya Library, Buddha Kera Katla
Distt. Saharanpur-247001 (U.P.) INDIA
Mob. 9897243116

Published By
DAR-UL-MUTALA
Naimiya Library, Buddha Khera Katla
Disst. Saharanpur-247001 (U.P.) INDIA
Mob. : 8279366417, 9084150312
E-mail : salmanalkhairnaeemi@gmail.com